جامعہ مدنیہ (جدید) کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ

لاہور

بیاد

عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ

بانی جامعہ مدنیہ

مئی ۲۰۰۱ء

صفر ۱۴۲۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماھنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۹ | صفر المظفر ۱۴۲۲ھ ۔ مئی ۲۰۰۱ء | شمارہ : ۵

مدیر اعلیٰ
سیّد محمود میاں
مہتمم جامعہ مدنیہ (جدید) رائیونڈ روڈ لاہور

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۳ روپے	سالانہ	۱۵۰ روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، دبئی		۵۰ ریال
بھارت، بنگلہ دیش		۶ امریکی ڈالر
امریکہ، افریقہ		۱۶ ڈالر
برطانیہ		۲۰ ڈالر

اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ ______ سے آپ کی مدّتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ ______ ارسال فرمائیں۔

ترسیلِ زر و رابطہ کیلئے

دفتر ماہنامہ "انوار مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور
پوسٹ کوڈ: ۵۴۰۰۰
فون: ۷۷۰۰۵۷۷ فون/فیکس: ۰۲-۷۷۲۶۷۰۲-۴۲-۹۲
E-mail: jamiamadaniajadeed@hotmail.com

سیّد رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ "انوار مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا۔

اِس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت مولانا سیّد حامد میاںؒ	۱۱
خطاب لاجواب	حضرت مولانا سیّد اسعد مدنی	۱۶
پردہ کیوں ضروری ہے؟	حضرت مولانا قاری محمد طیّبؒ	۲۵
اکابر کی آراء		۳۰
فہم حدیث	حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد	۳۸
خوگرِ حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سُن لے	پروفیسر میاں محمد افضل	۴۴
مرزا غلام احمد قادیانی مجدد نہیں	مولانا شاہ صاحب گورکھپوری	۵۰
اخبار الجامعہ	مولوی محمد قاسم و محمد عثمان صدیقی	۵۶

رابطہ: دفتر کراچی

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلّہٗ، خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی

[redacted]

انڈیا میں رابطے کے لیے

حضرت مولانا سیّد رشید الدّین صاحب حمیدی مدظلّہ العالی، مہتمم مدرسہ شاہی مرادآباد یو۔پی۔ انڈیا

(دوسری اور آخری قسط)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

بیس پچیس برس سے جاری افغانستان کا دفاعی جہاد جو رُوس کے افغانستان پر غاصبانہ قبضہ کی کوشش کے بعد شروع ہُوا تھا اور بالآخر رُوس کو افغانستان سے ذلّت اور رسوائی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا تھا، اس جہاد میں بیس لاکھ مُسلمانوں نے جامِ شہادت نوش کیا رُوس کے انخلاء کے بعد سے امریکہ، برطانیہ اور دیگر یورپی ممالک نے اس خدشہ کی بناء پر کہ یہاں خالص مذہبی حکومت کا وجود کسی بھی موقع پر نظامِ خلافت کے قیام پر منتج ہو سکتا ہے افغانستان میں سازش کے ذریعہ خانہ جنگی کے حالات قائم کر دیے اور اَب وہی لڑائی جس کو عیسائی اور یہودی رُوس دُشمنی کی وجہ سے جہاد تسلیم کرتے تھے اَب اس کو دہشت گردی کہہ رہے ہیں۔

افغانستان کے خالص مذہبی انقلاب کے مثبت اثرات جہاں پُوری دُنیا میں تیزی سے پھیلے وہاں افغانستان کے پڑوسی ملک پاکستان میں سب سے زیادہ حیران کن اثرات دیکھنے میں آئے ان اثرات پر بند باندھنے کے لیے امریکی اور یہودی خُفیہ ایجنسیوں نے بددین سیاسی لیڈروں اور نام نہاد دینی جماعتوں کو استعمال کیا جیسا کہ اُن کی پُرانی عادت ہے ان نام نہاد دینی جماعتوں کے قائدین امریکی اور یہودی لب و لہجہ

ہیں بات کرتے ہوئے افغان جہاد کو دہشت گردی قرار دیتے ہیں اپنے یہودی اور عیسائی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے آئے دن ٹالبان کی خدمت کرتے رہتے ہیں چند ماہ سے اپنے یہودی آقاؤں کے اشارے پر پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ علامہ طاہر القادری سب سے سرگرم نظر آتے ہیں۔ روز اوّل سے ان کا طریقہ بلند بانگ دعوے دروغ گوئی گھڑے ہوئے خواب اور جاہ طلبی رہا ہے۔ اُن کے ڈرامے اور خوابوں کے قصّوں سے یُوں لگتا تھا کہ علامہ صاحب کناروں سے باہر کودے جاتے ہیں اور قریب ہے کہ اپنے مہدی یا اس سے بھی آگے فوق در فوق کوئی دعویٰ کر بیٹھیں معلوم ہوتا ہے کہ ملعون مرزا غلام احمد قادیانی کا انجام اُن کو ایسی حرکت سے باز رکھے ہوئے ہے اور عین ممکن ہے کہ مرزا کے آقاؤں نے ہی یہ بات سمجھادی ہو کہ ایسی حرکت مت کر بیٹھنا ورنہ تو مارآستین کا کردار ادا نہ کر پاؤ گے خدا بھلا کرے لاہور ہائی کورٹ کا جس نے دُودھ کا دُودھ پانی کا پانی کر کے اُن کے غُبارے کی ہَوا نکال دی ـــــ مگر یہ حقیقت ہے کہ عوام کا حافظہ کمزور رہتا ہے اس لیے کئی برس بعد علامہ صاحب پھر بڑی ڈھٹائی سے میدان میں کُود پڑے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح جہاد کے خلاف زہر اُگل رہے ہیں ہم نے پچھلی قسط میں ان کے دعوٰی کے برعکس اُن کی نجی اور گھر حالات کا ذکر کیا تھا جو اُمید ہے قارئین کے ذہن میں ہوں گے اُن کا یہ جملہ بھی قارئین کے ذہنوں میں ہو گا جس میں اُنھوں نے کہا تھا کہ "میں مولانا نہیں باقی سب کچھ ہوں" اس جملہ کے بعد اگرچہ مزید کچھ کہنے سُننے کی ضرورت تو نہیں رہتی۔ نامعلوم کس خیال میں قادری صاحب نے اپنے کو بے لباس کر کے حقیقت واضح کر ڈالی ہے۔ مگر قادری صاحب کے جھوٹ اور مکر جانے کی فطری عادت کی وجہ سے اندیشہ ہے کہ وہ کہہ دیں کہ میں نے تو یہ بات نہیں کہی ہے اس لیے ضروری ہے کہ پچھلی قسط کی طرح اس جاری قسط میں بھی اُن کی بدکرداری کے ناقابل تردید شواہد پیش کر دیے جائیں تاکہ باطل کو حق سے جُدا کر کے ہم اپنے دینی فریضہ سے سبکدوش ہوسکیں۔

۲۱/اپریل ۱۹۹۰ء رات کے ایک بج کر ۱۵ منٹ پر ڈاکٹر طاہر القادری اپنی لیڈری چمکانے کی غرض سے اپنے گھر پر فائرنگ کا خود ساختہ ڈرامہ رچاتے ہیں۔ اگلی صُبح جلی سُرخیوں سے حملہ کا ذکر اخبارات میں آتا ہے ایف آئی آر درج ہوتی ہے اور ہائی کورٹ کا خصوصی ٹربیونل معاملہ کی تحقیق کرتا ہے۔ اَب آپ ہائی کورٹ کے خصوصی ٹربیونل کے فیصلہ سے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) ابتداء میں یہ میرے فاضل بھائی جناب جسٹس فضل کریم کو ٹربیونل کی ذمّہ داری سونپی گئی اُنھوں نے بارہ گواہوں کے بیانات قلمبند کیے (ایک ٹی۔ڈبلیو اور گیارہ پی ڈبلیوز) جن میں خود مسٹر قادری

شامل تھے جبکہ آگے چل کر مؤرخہ ۹ / جولائی ۱۹۹۰ء کو فاضل ایڈووکیٹ جنرل اور مسٹر قادری کے درمیان جرح کے دوران میں طاہر القادری نے تفتیش کا ساتھ دینے سے معذوری کا اظہار کر دیا اسی اثناء میں ان کے اعلامیہ بتاریخ ۱۴ / جولائی ۱۹۹۰ء کے بعد حکومت پنجاب نے جزوی طور پر ۳۰ / اپریل ۱۹۹۰ء کے اصل نوٹیفیکیشن میں ترمیم کرتے ہوئے مجھے جناب فضل کریم جج کی جگہ تعینات کیا کہ میں " فائرنگ کے سانحہ سے متعلق عدالتی تحقیق کو جاری رکھتے ہوئے پایۂ تکمیل تک پہنچاؤں

فاضل جج مزید لکھتے ہیں۔

(۷) دوسرے مکاتبِ فکر کے لحاظ سے اس طرح کی بہت سی شہادتیں موجود ہیں کہ مذہبی معاملات میں مسٹر قادری کے خیالات خاصے مختلف ہیں۔ مفتی غلام سرور قادری جی ڈبلیو ۱۴، نے اپنے بیان میں کہا کہ مسٹر قادری قرآنِ پاک کی آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ غلط کرتے رہے ہیں اور یوں انھوں نے خدائے عظیم و برتر پر کذب باندھا، انھوں نے کہا کہ مسٹر قادری احادیثِ مبارکہ کا ترجمہ بھی غلط کرتے ہیں۔ غلام سرور قادری نے اپنے بیان میں مزید کہا کہ مسٹر قادری نے غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے اپنے ادارے (ادارہ منہاج القرآن) میں زیرِ تعلیم طلباء کی تعداد بارہ ہزار بتائی جبکہ وہاں صرف سو ڈیڑھ سو طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں انھوں نے ایک بار جمعہ کی نماز میں ۲۵ منٹ تاخیر کر دی کیونکہ اس روز صدر ضیاء الحق اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے آرہے تھے جہاں قادری صاحب خطیب تھے۔ لیکن اگلے جمعے میں اس دانستہ تاخیر سے مسٹر قادری مکر گئے انھوں نے پہلے تو ایک خاتون کے حکمران ہونے کی مذمت کی لیکن بعد ازاں اپنے بیان کے برعکس کردار ادا کیا، میاں نواز شریف اور اُن کے خاندان جس نے ان (قادری صاحب) کی ذات اور اُن کے ادارے پر لاکھوں روپیہ خرچ کیا، کے اس احسان کا بدلہ جس انداز سے انھوں نے دیا وہ بھی قابلِ مذمت ہے۔ ملک فیض الحسن، جی ڈبلیو ۱۵، نے جن کے مسٹر قادری کے ساتھ گہرے تعلقات رہے ہیں اور جنھوں نے ادارہ منہاج القرآن کی تشکیل و تعمیر میں بنیادی کردار ادا

کیا، اپنے بیان میں مسٹر قادری کو احسان فراموش، ناشکرا، خود غرض، جھوٹا، دولت کا پجاری، خود پرست اور شہرت کا بھوکا انسان قرار دیا ہے اُنھوں نے اپنے بیان میں تفصیل کے ساتھ کہا کہ کس طرح اُنھوں نے مسٹر قادری کی ابتدائی دنوں میں مدد کی، اُنھیں میاں محمد شریف سے متعارف کروایا جنھوں نے مسٹر قادری کے بیرونِ ملک علاج و معالجے پر بھاری رقم خرچ کی، بھارت میں ان کی اہلیہ کا علاج کروایا، انھیں سیمنٹ کی ایجنسی نہ صرف لے کر دی بلکہ اس کے لیے نقد روپیہ بھی فراہم کیا۔ یہ نوازشات ان کے ادارے کو دی جانے والی ایک سو اسی (۱۸۰) کنال اراضی کے علاوہ ہیں۔ اُنھوں نے اپنے بیان میں مزید کہا کہ مسٹر قادری سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے بڑے بے قرار تھے۔ سیاست میں آنے کا انھیں انتہائی شوق تھا اور یہ کہ مذہب سے اُن کی محبّت محض ایک ڈھونگ ہے اُنھوں نے اس بات کی شدید مخالفت کرتے ہُوئے کہا کہ مسٹر قادری پر سیاسی بنیادوں پر حملہ کیا گیا ہے کہ اُن کی جماعت کی عملی اعتبار سے کوئی شناخت ہی نہیں ہے اور نہ ہی آج تک کسی ممبر پارلیمنٹ نے ان کی جماعت میں شرکت کی ہے، اختر رسول شروع میں اس جماعت میں شریک ہُوے لیکن تھوڑے دنوں بعد اس سے نکل گئے اُنھوں نے وضاحت کی کہ انھی بُنیادوں پر اُنھوں نے کسی بھی ضمنی انتخاب میں حصّہ نہ لیا اور سینٹ میں ان کی طرف سے کھڑے کیے گئے ایک اُمّیدوار کو صرف تین ووٹ ملے۔ آخر میں اُنھوں نے کہا کہ ان کی رہائش گاہ پر ہونے والی فائرنگ ان کے ذہن کی اختراع ہے تاکہ اس طرح شہرت حاصل کی جا سکے، بالخصوص پیپلز پارٹی کے ذرائع کے ذریعے

فاضل جج مزید تحریر کرتے ہیں :

(۶) بدقسمتی سے یہ تمام شہادتیں مسٹر قادری کے بائیکاٹ کی وجہ سے بے چیلنج رہ گئیں یہ ان کا نجی فیصلہ تھا۔ ان کی طرف سے پیش کیے گئے عذر نے، کم از کم مجھے مطمئن نہیں کیا۔ اُنھوں نے جلد بازی سے فیصلہ کیا لیکن مختلف معاملے میں اگرچہ ان کے

بیانات کو خارج کرا یا گیا لیکن شہادتوں نے ان کے کردار کو خاصا نقصان پہنچایا۔

ان کی طرف سے پیش کیے گئے عذر کے باوجود جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ اُنھوں نے کس انداز سے پیسہ اکٹھا کیا ان لیسے عالم دین سے ایسی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ ان کی شاندار تعلیم، پیشہ وارانہ تفوق اور اُبھرتے ہُوئے عالم کی حیثیت تو ایک طرف لیکن ان کے کردار کا یہ پہلو کمزور رہا جو ان ایسی مذہبی شخصیت سے کسی طرح بھی مطابقت نہیں رکھتا، کہ وہ اپنے ذاتی مالی معاملات میں ملک فیض الحسن پہ انحصار کرتے تھے مکان کا کرایہ تک ان کی طرف سے ادا ہوتا تھا، میاں محمد شریف ایسے سرمایہ دار کی مدد سے اُنھوں نے گھر خریدا، اپنے بیٹوں کے لیے سیمنٹ کی ایجنسی حاصل کی، اسے چلانے کے لیے اُن کی مدد سے سیمنٹ خریدا، اپنے علاج کے لیے بیرون ملک گئے اور اہلیہ کا علاج بھارت سے کروایا، ان (میاں محمد شریف) کی گاڑیاں استعمال کرتے رہے اور ان سے قرضہ بھی حاصل کیا مفادات کے حصول کے لیے یُوں لگتا ہے جیسے مسٹر قادری نے جھکنا نامناسب خیال نہ کیا لیکن مسٹر قادری کا رویّہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اُنھیں ان احسانات کی قطعی کوئی پروا نہیں۔ ان کے رویّے اور بیان میں شُکرگزاری اور احسان شناسی کا قطعی کوئی عنصر نظر نہیں آتا۔ اس کے بجائے اُن کے (مسٹر قادری) اور میاں محمد شریف کے درمیان (ان کے بیانات کی روشنی میں یُوں لگتا ہے جیسے) سخت دُشمنی اور عناد کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ سانحہ کی کارروائی کا یہ پس منظر" تھا اور کسی بھی شخص سے زیادہ مسٹر قادری اس کی تخلیق کے ذمّہ دار ہیں۔

. . . . (۸)

دوسری مشتبہ بات چھت پر سے خاصی مقدار میں خُون کی دستیابی اور پھر اس خُون کے نشانات کی لکیر کا ساتھ کے دو تین مکانوں تک چلتے جانا ہے۔ کیمیائی معائنہ کرنے والے نے بتایا کہ یہ خُون جما ہُوا نہیں تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ خُون ادویات یا کیمیائی اجزاء سے بنایا گیا تھا تاکہ اُسے محفوظ رکھا جا سکے۔ دو یا تین مکانوں تک جانے والے خُون کے نشانات اتنے لمبے تھے کہ اُنھیں کوئی زخمی شخص اپنے پیچھے اتنی دُور تک نہیں چھوڑ سکتا۔ اگر اُسے جلدی واپس جانا تھا تو خُون کی لکیر مقدار میں چھوٹی ہوتی۔

پھر سوال یہ بھی ہے کہ زخمی شخص دائیں طرف دیوار پر دیوار کیوں پھلانگتا چلا گیا۔ مکان نمبر ۲۶۱ سے باہر نکلنے کا آسان ترین رستہ تو اس کا صدر دروازہ ہی تھا لیکن یہ دروازہ استعمال ہی نہیں کیا گیا۔ اس بات کا جواز بھی درکار ہے کہ حملہ آوروں نے فرار ہونے سے پہلے متعدّد مکانوں کو عبور کرنا کیوں مناسب سمجھا۔ یہ غیر معمولی بات اس کہانی کو غیر معتبر کر دیتی ہے۔

فاضل جج مزید تحریر کرتے ہیں۔

(٦) . . . . . اُن کی رائے مجموعی طور پر یہ ہے کہ قادری صاحب کے گھر پر جو نشانات ہیں، وہ مصنوعی طریقے سے بنائے گئے ہیں، خُون کے کیمیائی معائنے نے بھی ظاہر کیا کہ موقعہ پر کسی کو گولی نہیں لگی کیونکہ اس خُون میں قدرتی خُون کی طرح جمے ہُوئے عناصر نہیں تھے۔

فیصلہ میں یہ بھی تحریر ہے۔

(١٢) . . . . اس وقوعہ کو عمل میں لانے کی دوسری وجہ شہرت اور تشہیر حاصل کرنا بھی ہے جس کے مسٹر قادری شدید خواہش مند ہیں کہ اپنے آپ کو مریض قرار دینے سے بھی گریزاں ہیں۔ اس بات پر اصرار کیا گیا کہ جب میاں محمد شریف نے اُنہیں دولت کے بے پناہ وسائل فراہم کر دیئے تو مسٹر قادری جو اس میدان میں نہتے تھے، قناعت نہ کر سکے۔ اُنھوں نے میاں محمّد شریف ہی کے خلاف محاذ کھڑا کر دیا حالانکہ وہ اُن کے مُحسن تھے۔ ان (مسٹر قادری) کا معیارِ زندگی اچانک بلند ہوگیا اور یہ اُن کے ذرائع آمدن سے غیر متناسب ہے۔

(١٣) آخری نکتہ جناب قادری کی ذہنی کیفیّت کا آئینہ دار ہے۔ ان کے خوابوں کا حوالہ دیا گیا جو سیر دن نہیں دیکھے گئے تھے

آخر میں فاضل جج فرماتے ہیں۔

(١٤) ان تمام وجوہ کی بناء پر میرے جوابات بحوالہ حالات درج ذیل ہیں :

(iii)(ii)(i) بیان کردہ فائرنگ، حقیقی واقعہ نہیں تھا۔

(v i) مسٹر قادری کا نقصان ان کی اپنی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

(ii)(v) مقامی انتظامیہ نے ہر ممکن طریقے سے صورتحال میں اپنا ضروری کردار ادا کیا۔

(h)(v) ان کے ہمسائیوں میں سے کوئی شخص اس واقعہ میں ملوث نہیں تھا۔

(۷i) مقامی پولیس نے مقدمہ کی تفتیش کے لیے مناسب اقدامات کیے تھے۔

(۷ii) برق رفتاری سے کی گئی تفتیش کے دوران میں کوئی خصوصی ہدایت نہیں دی جا سکتی تھی۔ یہ پولیس اور کرائمز برانچ کی ذمہ داری تھی کہ وہ جلد از جلد مقدمے کو نمٹاتے۔ بہر حال مسٹر قادری کے حفاظتی انتظامات کو ایک سے زائد وجوہ کی بنا پر مزید بہتر بنایا جا سکتا تھا۔

(۷iii) مسٹر قادری نے کارروائی کا بائیکاٹ کر دیا لیکن اپنی پریس کانفرنس میں انھوں نے اس بارے میں تبصرہ بازی میں ذرا ہچکچاہٹ محسوس نہ کی۔ بالخصوص گواہان ملک فیض الحسن اور مولانا غلام سرور قادری کو ناقابلِ اعتماد قرار دیا۔ اصرار کیا گیا کہ ان کے بعض خواب آنحضورؐ کی شان میں گستاخی کے مترادف ہیں (مثلاً یہ کہ) انھوں نے دعویٰ کیا کہ ایک خواب میں آنحضورؐ نے ان سے فرمایا کہ ان کی عمر ۶۳ برس سے بڑھا کر ۶۶ برس کر دی گئی ہے لیکن پھر ان کے اعتراض پر کہ ان کی عمر آنحضورؐ کی اپنی عمر سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے، چنانچہ عمر کم کر کے ۶۳ سال کر دی گئی ان کے اس لایعنی طرزِ عمل سے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ مسٹر قادری ذہنی طور پر ایک بیمار آدمی ہیں، اس لیے وہ اپنے دشمنوں سے جو کوئی بھی ہو سکتے ہیں، حد درجہ خوفزدہ ہوئے بلکہ "دشمن فوبیا" میں مبتلا ہو گئے لیکن ان دلائل کو آسانی سے زیرِ بحث لایا جا سکتا تھا۔

یہ واقعہ کہ مسٹر قادری اپنے مخصوص خوابوں کو بیان کرنے کے لیے بے قرار رہتے ہیں یا اُن کے غیر صحت مندانہ ذہن کی عکاسی کرتا ہے ہو سکتا ہے کہ ان کو خواب آتے بھی ہوں لیکن ان کے تعصبات کو بھی بالکل نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جبکہ وہ اپنے خوابوں کو ایک خاص انداز میں بیان کرتے ہیں اور اپنی شخصیت کو ایک خاص رنگ دیتے ہیں اس ذہنی ساخت کی حامل شخصیت سے ہر چیز ممکن ہے۔ نصف رات کے سمے ان پر مسلح آدمیوں کے حملے کے ڈرامے کو بھی اس میں شامل کیا جا سکتا ہے اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ آرڈیننس میں ٹریبونل کو یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ اپنی توہین پر کوئی سزا دے سکے (قانون میں) اس خلاء کی بنا پر میرے فاضل پیش رو جسٹس فضل کریم نے انکوائری کو مزید آگے بڑھانے سے معذوری ظاہر کر دی تھی۔ مزید یہ کہ انکوائری کے دوران جناب

قادری نے عدالت کے اندر اور باہر سخت تنقید کی۔ ان خامیوں کے ازالہ کے لیے آرڈیننس میں مناسب ترامیم کی ضرورت ہے۔

دستخط: اختر حسین جج یک رُکنی ٹریبونل

8.8.90

حدیث شریف میں آتا ہے کہ نبی علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسے لوگ بھی پیدا کیے ہیں کہ اُن کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہیں مگر اُن کے دل "ایلوے" سے بھی زیادہ کڑوے ہیں (اللہ تعالیٰ اپنی قسم کھا کر فرماتے ہیں) مجھے اپنی قسم ہے میں ان پر ضرور ایسا فتنہ اُتاروں گا کہ بڑے بڑے بُردبار بھی حیران رہ جائیں گے کیا وہ میری ڈھیل سے بے خوف ہوگئے ہیں یا جانتے بُوجھتے مجھ پر شیر ہو رہے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۵۵ ج ۲)

ہمارا قادری صاحب کو مشورہ ہے کہ اللہ سے ڈریں اپنی حرکتوں سے باز آجائیں ورنہ تو اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے جب رسی کھینچے گی تو کچھ کام نہ آئے گا۔ قادری صاحب کے جال میں پھنسنے والے بھولے بھالے مسلمانوں کو ہماری یہ خیر خواہانہ نصیحت ہے کہ وہ اپنے معاملہ پر نظرِ ثانی کرکے اپنی آخرت کو تباہی سے بچائیں اور روزانہ پندرہویں پارے میں سورہ کہف کی پہلی دس آیات کی تلاوت کیا کریں تاکہ فتنوں اور گمراہی سے محفوظ رہ کر اپنی آخرت کو تباہی سے بچا سکیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے جو یہ دس آیتیں تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو دجال کے فتنہ سے بچالیں گے۔ ظاہر ہُوا کہ جب اللہ تعالیٰ بڑے دجال کے فتنہ سے ان آیات کی برکت سے بچالیں گے تو چھوٹے دجالوں سے تو بطریقِ اولیٰ بچائیں گے۔

اللہ تعالیٰ اُمّتِ مسلمہ کی ہر شر اور فتنہ سے حفاظت فرمائے آمین۔

مولای صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلھم

درسِ حدیث

حضرت اقدس پیر و مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان خانقاہ حامدیہ قدوسیہ چشتیہ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

سپرٹ کا حکم، خمر اور شراب میں فرق ائمہ کی تحقیقات

حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین: مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۳۱ سائیڈ بی، ۸۴-۳-۹

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمّدؐ وآلہ واصحابہ اجمعین

امابعد! یہاں یہ گفتگو چل رہی تھی جس کا موقع اصل میں بعد میں آئے گا کہ یزید پر الزام تھا کہ وہ شراب پیتا ہے اس کے بارے میں مَیں نے آپ کو بتلایا کہ بہت واقعات اس طرح کے ہوتے رہے ہیں جس کی وجہ اُن کی اپنی تھی کہ نبیذ مثلاً ان کی زندگی میں اُن کے کھانے پینے کی ایک چیز تھی اور وہ مختلف النوع ہوتی ہے۔ ہلکی تیز جیسے کسی کا مزاج ہو بس ویسے ہی وہ اُس کا عادی ہو جاتا ہے۔ اس میں مَیں نے واقعات سُنائے تھے۔ آپ کو کافی عرصہ تو شراب منع ہی نہیں ہُوئی۔ شراب کی ممانعت جو ہُوئی ہے وہ بھی اُحد کے میدان کے بعد ہوئی تو جب اُحد کی جنگ ہوتی ہے اس میں شہید ہونے والوں نے شراب پی تھی۔ پھر بعد میں شراب کی ممانعت ہوتی ہے مگر نبیذ منع نہیں ہُوئی۔

نبیذ کے بارے میں تنبیہ

نبیذ کے بارے میں یہ ہدایت ہوگئی کہ ایسے برتن میں نہ بناؤ کہ جس کے مسامات بند ہوں جیسے روغنی برتن ہوتے ہیں۔ اس سے زیادہ ممانعت نہیں

نشہ کی سزا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں نشہ کے ایسے کیس ہُوئے ہیں مگر اُن کی سزا یہ نہیں ہوئی کہ ایسی سخت سزا دی جائے بلکہ کچھ مار پٹائی کر دی جاتی تھی توہین جس سے ہو جائے۔ ذلّت ہو جائے۔ یہ رہا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دَور تک بھی یہی مد رہا ہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے دَور میں اس قسم کے واقعات زیادہ سُننے میں آئے تو پھر اُنھوں نے سوچا اور مشورہ کیا صحابۂ کرام سے کہ ایسی صُورت میں کیا کیا جائے۔

مشورہ حضرت علی رضؓ کی رائے تو صحابہ کرامؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات کو پسند کیا اُنھوں نے کہا کہ جب آدمی نشہ میں ہوتا ہے تو وہ بولتا ہے، بکواس کرتا ہے اور جب وہ بکواس کرتا ہے تو اُسے یہ نہیں پتہ چلتا کہ مَیں نے کیا کہا ہے اس پر کیا الزام لگا دیا ہے تو اُس آدمی کو جو شراب پیتا ہے زیادہ سے زیادہ جو سزا دی جا سکتی ہے وہ یہ دی جا سکتی ہے جو کسی پر الزام لگانے پر ہوتی ہے یعنی حدِ قذف افترار

صحابہ کے مجمع نے قیاس کو پسند کیا تو اُسے پسند کر لیا اور پھر یہی سزا مقرّر کر دی گئی۔

کوڑے میں احتیاط اکہرا کوڑا ہو تو اسّی اور دوہرا ہو تو چالیس، اتنے لگا دیئے جائیں مگر اُس میں پیشِ نظر یہی رہتا ہے کہ زخم نہ آنے پائے خُون نہ نکلنے پائے اگر زخم ہو گیا، خُون نکل آیا تو پھر یہ طریقہ جو ہے اسلامی نہیں ہو گا بلکہ ایسے آدمی کو پکڑ لیا جائے گا کہ یہ تُو نے کیا کیا تجھے جب کوڑے لگانے نہیں آتے تو تُو نے ایسی حرکت کیوں کی۔ ہاتھ بھی اُس کے کُھلے چھوڑے جائیں گے وہ اپنا بچاؤ کر سکتا ہے وہ (جلاد) اپنا کام کرتا رہے گا لگاتا رہے گا اور وہ اپنا بچاؤ کرتا رہے گا اور ایک ہی جگہ نہیں مارنے بلکہ متفرق جگہوں پر مارنے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ لوگ دیکھیں اور شرمندگی ہو۔

اسلامی ماحول کیونکہ اسلامی ماحول جو ہوتا ہے اس میں یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی کو گالی نہیں دے سکتا تو جتنے چھوٹے بڑے ہوتے ہیں سب کے سب عادی ہوتے ہیں اس بات کے کہ اُنھیں کوئی بُرا لفظ بھی نہ کہے وہ بُرا لفظ سُننے کے بھی عادی نہیں ہوتے۔ ایسے ماحول میں اتنا بڑا کام کہ اُسے لا کر پٹائی کی جائے۔ سب کے سامنے برسرِعام اور الزام جو اس پہ ہے اُس کا ثبوت ہو اور وہ سُنایا جائے کہ اس نے یہ جُرم کیا تھا یہ ثابت ہو گیا اس لیے اس کو برملا یہ سزا دی جا رہی ہے تو اس سے

لوگوں کو عبرت ہوتی ہے تو یہ چیزیں پیش آتی رہی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دَور میں

ایک واقعہ

اور ایک دفعہ کا واقعہ آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے سڑک پر تو وہاں دیکھا کہ ایک آدمی نشہ میں جھوم رہا ہے اور وہ گرنے لگا تو انھوں نے فرمایا کہ ویحک یا ویلک اور پھر فرمایا علیٰ وَجْهِكَ اپنے مُنہ کے بَل گر اور پھر اُس کے کوڑا بھی لگایا اور یہ کہا صبیاننا صیامٌ ہمارے تو بچّوں نے بھی روزہ رکھ رکھا ہے اور تو اس حال میں ہے تو جب ایسے واقعات دیکھنے میں آئے تو سزا بڑھا کر اور کر کے یہ بندش کر دی گئی جبکہ پہلے ایسا تھا کہ جس کے جو ہاتھ میں آئے وہ مارے، جوتا مارے، کوئی چادر مارے، کوئی رومال مارے، کوئی مُکا مارے، کوئی تھپڑ مارے مگر بعد میں یہ کوڑے ہوگئے مگر اس احتیاط کے ساتھ اس کے علاوہ کوڑے نہیں ہیں اسلام میں

مارشل لاء یا انگریزی کوڑا اسلام میں نہیں ہے

ایسے کوڑے ہیں ہی نہیں کہ جن میں خُون نکل آئے۔ خُون نکل آنے والی بات تو ایسی صُورت میں ہے جہاں کہیں ایسی مار کی اجازت دی گئی ہے اور وہاں صراحت کی گئی ہو کہ اتنا مارا جائے کہ خُون نکل آئے۔

بے نمازی کی سزا

مثلاً کوئی آدمی نماز نہیں پڑھتا تو اُسے قید کر دیا جائے گا، گرفتار کر لیا جائے گا، اگر پھر بھی نہ پڑھے تو مارا جائے گا اتنا کہ خُون نکل آئے ورنہ نہیں تو جہاں ایسی سزا دی جاتی ہے وہاں صراحت کی جاتی ہے اس جُرم پر ایسے مارا جائے گا، ویسے بالکل اجازت نہیں ہے اس کی کہ خُون نکل آئے۔ امام طحاویؒ نے نبیذ کے واقعات بہت زیادہ نقل کیے ہیں اور پھر یہ بحث کی ہے۔

ایک ضروری مسئلہ

اور اس مسئلے کو سمجھ بھی لینا چاہیے کہ انگوری شراب جو ہے یہ قطعی حرام ہے اس کی حُرمت کا انکار یہ کُفر ہے اسے ہی عربی میں "خمر" کہتے ہیں، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حرمت الخمر وما بالمدينة خمر شراب حرام کی گئی اور مدینہ میں شراب تھی ہی نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ انگوری شراب نہیں تھی ویسے تو تھی پیا کرتے تھے لوگ اور نشے کی حد تک پہنچا کرتے تھے اور پھر حرام جب ہُوئی ہے تو پھر وہ بہا دی گئی ایسے بہائی گئی کہ سڑکوں پر بہہ گئی، گلیوں میں بہہ گئی فی سکک المدینہ تو اصل میں جس کی حُرمت قطعی ہے اور جس کی حُرمت کا انکار کُفر ہے اور اگر کپڑے کو لگ جائے تو ناپاک ہو جائے گا اس کو دھونا چاہیے وہ انگوری شراب ہے اور دوسری چیزوں سے جو نشے کی چیز بنائی جاتی ہے تو وہ اُس مقدار میں بطور دوا استعمال کر سکتا ہے

آدمی کہ جو نشہ تک نہ پہنچائے ڈاکٹر بھی اتنا ہی بتاتے ہیں اور اتنا ہی ملاتے ہیں الکوحل وغیرہ۔

انگوری الکوحل ناجائز ہے

یہ اگر انگوری ہے تو بھی ناجائز ہے اور ناپاک ہے یہ انگوری نہیں ہوتا وہ تو بہت مہنگی چیز ہے یہ دوسری چیزوں سے بنا ہوتا ہے اس میں حکم یہ ہے۔

نشہ اور ائمہ کرام کی تحقیقات

یہاں ائمہ کرام کی اپنی اپنی تحقیقات ہیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شراب کے علاوہ جو نشے کی چیز کوئی استعمال کر رہا ہے تو اُس کا اس حد تک استعمال جائز ہے جس حد تک تقویت کا باعث بن جائے جیسے کہ نبیذ میں نے عرض کیا جزء تھا اُن کی زندگی کا اس کا استعمال اس حد تک جائز ہے جس حد تک جسمانی تقویت کا باعث بنے اور اگر نشے کی حد تک پہنچ جائے تو وہ جائز نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ گھونٹ جس گھونٹ سے نشہ شروع ہوا ہے اُس گھونٹ سے حرمت شروع ہوگئی۔ امام اعظمؒ فرماتے ہیں الجرعۃ التی اسکرتک مگر اس سے پہلے پہلے منع نہیں ہے خود صحابہ میں یہ استعمال ہوتی تھی وہ واقعات میں بہت سارے آپ کو سُنا چکا ہوں تو وہ گھونٹ جس کے بعد نشہ شروع ہوا وہ حرام ہے اُس سے کم پہ وہ فرماتے ہیں منع نہیں ہے دیگر ائمہ کرام سارے کے سارے امام مالک، امام شافعی، امام حنبل اور امام اعظم کے بڑے جلیل القدر شاگرد امام ابو یوسفؒ امام محمد رحمۃ اللہ علیہم سارے کے سارے یہ کہتے ہیں ما اسکر کثیرہٗ فقلیلہٗ حرام۔ یہ حدیث میں آگیا ہے جس کی زیادہ مقدار نشہ کرے تو تھوڑی بھی اُس کی حرام ہے تو استعمال نہ کرے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ انگوری ہو، غیر انگوری جو ہے اُس کا بھی اُن کے نزدیک یہی حکم ہے کہ زیادہ پینے سے اگر نشہ ہوتا ہے تو قلیل بھی حرام ہے تھوڑی بھی اُس کی حرام ہے نہ پیئے تو اسی پر عمل ہو رہا ہے (ہمارے علاقوں میں) یعنی فتوٰی اسی پہ ہے... لیکن اگر عرب ممالک میں جہاں نبیذ اُن کی غذا کا جزء چلا آرہا ہے وہاں ایسے ہو جائے تو نبیذ پیئیں وہ لوگ تو نہیں روکا جا سکتا پی سکتے ہیں مگر اس طرح پیئیں گے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر اسی طرح پیا کرتے تھے صبح پانی میں ڈال دیتے تھے کھجوریں شام کو وہ استعمال فرما لیتے تھے اور شام کو ڈال دیتے تھے کھجوریں صبح استعمال فرما لیتے تھے تو یہ بلا شُبہ بالکل جائز ہے اس میں کسی قسم کے شُبہ کی چیز نہیں ہے اور یہ بھی تقویت پہنچائے گا تو اس میں تو کوئی ہے ہی نہیں رُکاوٹ۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ تیز ہو جائے اتنی تیز ہو جائے کہ نشہ کرنے لگے اگر اس حد تک پہنچ گئی تو سب ائمہ کرام یہ کہتے ہیں تھوڑی بھی نہ پیے اس میں سے چکھے بھی نہ۔ امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ نہیں، پی سکتا ہے اور اس کو اپنی

عادت کا خود پتا ہوگا کہ کتنی دیر بھیگی ہوئی نبیذ وہ پی سکتا ہے یہ اُس کو خود پتا ہے۔ نشے سے کم کم پینا چاہے تو پی سکتا ہے۔

تائید مگر احتیاط

تائید کے لیے جہاں تلاش کیے گئے واقعات تو تائید امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ہوتی ہے۔ لیکن احتیاط جہاں تک دیکھی جائے تو احتیاط اسی میں ہے کہ ...

سپرٹ کا حکم

لہٰذا الکوحل وغیرہ جن دواؤں میں ڈال دی جاتی ہے .... تو اس میں جواز اِن (امام اعظم) سے لیا جاتا ہے مگر اُن کے ہاں بھی شرط یہی ہے کہ انگوری نہ ہو، انگوری سے اگر اور اس سے الکوحل بنی ہوئی ہے، سپرٹ بنی ہوئی ہے تو وہ منع ہوگی، وہ ناپاک ہوگی، کپڑے کو لگ جائے تو کپڑا پاک کرنا چاہیے اور یہاں دیگر ائمہ کا کا قول لیں گے تو پھر ڈاکٹری دواؤں کا معاملہ تو بہت مشکل ہو جاتا ہے اس میں تو وہ حرام کہنی پڑیں گی تو آج دُنیا میں جو عمل ہے وہ امام اعظمؒ کے قول ہی پر ہے یہ حصّہ کیونکہ ایسا آ گیا تھا تو مجھے خیال آیا کہ وضاحت کردوں اور اس کا حوالہ بھی بتا دوں کہ یہ مسائل سب سے زیادہ تفصیل سے کس نے دیئے ہیں سب سے زیادہ تفصیل سے امام طحاویؒ نے طحاوی کے دوسرے حصّہ کے آخر میں کئی ورق میں ان کا ذکر فرمایا ہے اس میں اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح راہ پر چلائے۔

اہم اعلان

مسلسل گرانی کے سبب عرصہ سے ایک بات کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ ماہنامہ انوارِ مدینہ کے سالانہ نرخ میں اضافہ کر دیا جائے مگر حتی المقدور اس فیصلہ کو مؤخر کیا جاتا رہا اب حال ہی میں ڈاک خرچ کے ساتھ کاغذ کی قیمت کے غیر معمولی اضافہ نے نرخ میں اضافہ ناگزیر کر دیا ہے لہٰذا اپنے ماہنامہ کی اعلیٰ روایات کو برقرار رکھنے کی خاطر اس کا سالانہ چندہ ماہ رواں سے ۱۳۰ روپے سالانہ سے بڑھا کر ۱۵۰ روپے کر دیا گیا ہے قارئینِ کرام اور ایجنسی ہولڈرز نوٹ فرما لیں۔

ضبط و تحریر: ڈاکٹر محمد امجد (قسط اوّل)

خطاب لاجواب

حضرت اقدس مولانا السیّد اسعد مدنی دامت برکاتہم

صدر جمعیۃ علماء ہند

جامعہ مدنیہ جدید اور جامعہ مدنیہ قدیم میں حضرت اقدس نے اپنی تشریف آوری پر حاضرین کی بڑی تعداد سے بیان فرمایا سوئے اتفاق سے جامعہ مدنیہ جدید میں بیان ریکارڈ نہ ہو سکا۔ اس لیے جامعہ مدنیہ قدیم میں ہونے والے حضرت کے ایک ہی بیان پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

الحمد للہ نحمدہٗ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ ونشھد ان سیّدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم

صدر محترم بزرگو اور بھائیو چاہے تو صدر جلسہ، مان لیجیے مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو اور چاہے مولانا مرغوب صاحب کو بہرحال آپ لوگ فیصلہ کر لیجیے تو بھائیو اللہ تعالٰی نے سارا عالم پیدا کیا ہے بنایا ہے مخلوقات میں سب سے زیادہ شرافت انسان کو عطا کی ہے اسی لیے انسان کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے۔ اللہ نے چار قسمیں کھا کر والتّین والزّیتون وطور سینین وھٰذا البلد الامین پورے زور سے قوت سے فرمایا ہے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم البتہ تحقیق ہم نے انسان کو سب سے بہتر معیار پیمانے پر بنایا ہے انسان سے زیادہ شرافت اللہ نے کسی چیز کو نہیں دی۔ اللہ نے انسان کو مخدوم اور مافی السّموات وما فی الارض جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے تمام چیزوں کو انسان کا بیگاری خادم بنایا ہے۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض اے لوگو! تم نے دھیان نہیں دیا توجہ نہیں کی غور نہیں کیا کہ اللہ تعالٰی نے ما فی السموات وما فی الارض جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے تمام چیزوں کو تمہارے لیے مسخر بیگاری خادم بنایا ہے تم پورے عالم کے مخدوم ہو اور پورا

عالم جو کچھ بھی زمینوں اور آسمانوں میں ہے سب کا سب تمہارا خادم ہے اور نوکر نہیں مزدور نہیں غلام نہیں، بیگاری مسخر سب سے کم درجے کا خادم جس کا کوئی حق نہیں نہ تنخواہ کا، نہ مزدوری کا، نہ ضروریات کی کفالت کا، کچھ مطالبہ نہیں تم سے، چاند تمہارا خادم، سورج تمہارا خادم، ہوائیں تمہاری خادم، ستارے تمہارے خادم، بادل تمہارے خادم، یہ ندیاں، نالے دریا، سمندر تمہارے خادم ہیں۔ یہ تمام درخت گھاس پات یہ تمام جانور جو کچھ بھی زمین و آسمان میں ہے اللہ کہتا ہے تم نے غور نہیں کیا یہ سب کچھ تمہارا بیگاری خادم ہے اللہ نے فرمایا وَاَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً اللہ تعالیٰ نے تم پر (انسانوں پر) ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی ان گنت انمول نعمتیں برسادیں۔ اس دُنیا میں آنے سے پہلے کیسا وطن، کیسی جگہ کس کس چیز کی ضرورت کچھ پتہ نہیں کسی نے ہم کو بتایا نہیں، ہماری طرف سے کسی نے خریدا نہیں تھا، اُدھار نہیں لیا تھا مانگا نہیں تھا کچھ پتہ نہیں نہ ہم میں سے، نہ کسی اور نے نہ ماں نے نہ باپ نے اللہ نے اپنے فضل وکرم سے ظاہری اور باطنی ماں کے پیٹ میں آنکھیں دیں اندھا نہیں بنایا، کان دیے بہرا نہیں بنایا، زبان دی گونگا نہیں بنایا، سینکڑوں کاموں کے لیے ہاتھ دیے لولا نہیں بنایا سینکڑوں کاموں کے لیے پاؤں دیے لنگڑا نہیں بنایا، عقل اور سمجھ دی پاگل نہیں بنایا دیوانہ نہیں بنایا کوئی ہمارا نہ ہوتا ہم کسی کے نہ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے ظاہری اور باطنی یہ سب وہ نعمتیں ہیں جن کو چھو کر دیکھ کر سُن کر پتہ لگایا جا سکتا ہے لیکن اصل نعمتیں وہ ہیں کہ جو باطنی ہیں جو ان نعمتوں سے ہزاروں درجہ زیادہ قوی ہیں اور بڑی ہیں اور اصل ہیں وہ روحانی نعمتیں ہیں بہر حال میں تفصیل میں نہیں جاتا یہ تمام نعمتیں دے کر، ہم کو سارا عالم دے کر تھوڑے دنوں کے لیے بھیجا ہے زندگی اس دُنیا کی اصلی نہیں ہے عارضی ہے آج تک اس عالم میں ایسا کوئی فرد پیدا ہی نہیں ہوا جو چھوڑ کر نہ جائے جو بھی آیا بلا استثنا حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر آج تک ایک نہ ایک دن چلا جاتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک عرصہ تک کام کرتے رہے ملک الموت آیا اور عرض کیا اجازت ہو تو میں آپ کو لے چلوں پوچھا مجھ کو لے جاؤ گے بہت زور سے چپت مارا۔ اللہ سے عرض کیا یہ تو بہت خفا ہیں چپت مار دیا اللہ نے کہا جاؤ اُن سے کہو کہ جانور پر ہاتھ رکھ دیں جتنے بال ہاتھ کے نیچے آجائیں گے اتنے سال اُن کو اور موقع دے دیا جائے گا ملک الموت نے آکر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ جانور پر ہاتھ رکھ دیں آپ کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آجائیں گے اتنے دن آپ اور رہ لیں پھر کیا ہے وہی ہوگا جو ہونے والا ہے چلنا پڑے گا چلنا ہی پڑے گا تو بھئی ابھی لے جاؤ تو ایسا کوئی انسان جو اس دُنیا میں آئے اور نہ جائے یہ ممکن نہیں ہے، ہم اس دُنیا میں رہتے رہتے جہالت میں مُبتلا ہو جاتے ہیں ایک جہالت تو یہ ہے کہ اس بدن کو

زندگی کے تمام مرحلوں میں استعمال کرتے کرتے اسی کو آدمی سمجھنے لگتے ہیں یہ دھوکہ لگتا ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ بدن ایک نہ ایک دن انسان اس سے نکل جائے گا اور یہ فنا ہو جائے گا۔ ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں مل جائے گا تو جس کو آج تک آدمی سمجھ کر پُوجا تھا اور غلامی کی تھی اللہ کو چھوڑا تھا حضور کو چھوڑا تھا آخرت کو نظر انداز کیا تھا اس کی غلامی کی تھی وہ فنا ہوگیا اب کیا رکھا ہے یہ دونوں عقیدے اسلام کے خلاف ہیں اور دُنیا کی محبوبیت اور اُس کے غلبہ کے نتیجے میں یہ خباثت اور یہ گمراہی پیدا ہوتی ہے یہ انسان بدن نہیں ہے انسان کو اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں زندگی گذارنے کے لیے ایک بڑی نعمت نعمتوں کا مجموعہ یہ بدن دیا ہے اس کے ذریعہ سے دیکھتا ہے سُنتا ہے بولتا ہے لکھتا ہے پڑھتا ہے چلتا ہے پھرتا ہے وغیرہ وغیرہ زندگی کے سارے کام کرتا ہے کھیتی ہے تجارت ہے ، صنعتیں ہیں اور دوسرے کام سب بدن کے ذریعہ سے ہوتے ہیں لیکن یہ بدن انسان نہیں، انسان کی دُنیا کی ضرورتوں کے لیے اللہ نے یہ نعمت عطا فرمائی ہے جیسے جُوتا کنکر پتھر شیشہ کیل کوئی اور چیز گندگی وغیرہ اُس سے بچنے کے لیے جُوتا پہنا جاتا ہے تاکہ اُس سے حفاظت ہو بچت ہو لیکن وہ جُوتا لاکھوں کا بھی ہو تو انسان نہیں ہے۔ غرض کے لیے عارضی طور پر استعمال کیا جاتا ہے سردی کے زمانے میں گرم کپڑے کتنے ہی قیمتی ہوں آدمی نہیں ہیں گرمی کے زمانے میں کیسے ہی شاندار کپڑے ہوں آدمی نہیں ہیں ۔ برسات میں چھتری کوئی اور چیز کتنی ہی ضروری اور مفید ہو لیکن آدمی نہیں ہے۔ کار ہے کیسی ہی قیمتی ہو لاکھوں کی ہو پچاس لاکھ کی ہو دس لاکھ کی ہو آدمی نہیں ہے کسی کی بہت اہمیّت اور قدر و قیمت ہونے کی وجہ سے کسی بھی چیز کو آدمی بنا دو یہ صحیح نہیں ہے آدمی تو یہ الگ چیز ہے اسی طریقہ سے دُنیا کی زندگی کے استعمال اور ضرورت پُورا کرنے کے لیے اللہ نے یہ بدن دیا ہے یہ آدمی نہیں ہے۔ ایک دن آئے گا انسان کو اس بدن سے نکال کر آخرت میں بھیج دیا جائے گا۔ ہر مرد عورت ، بچّہ بُوڑھا جوان مومن کافر سب کو جانا ہے تو یہ بدن جب اس میں سے انسان کو نکال دیا جائے گا فنا ہو جائے گا ختم ہو جائے گا۔ اگر یہی بدن انسان ہوتا تو وہی آنکھیں موجود ہیں پیدائش سے آج تک دیکھتی رہیں آج کیا ہو گیا یہ دیکھتی نہیں وہی کان موجود ہیں کیا ہو گیا سُنتے نہیں وہی زبان موجود ہے رو تڑپو خوشامد کرو، مارو پیٹو ٹکڑے ٹکڑے کر دو ایک لفظ نہیں بولتی تو سارا بدن بالکل بے کار جان تھی تو سب چار چاند لگے ہُوئے تھے کمالات ہی کمالات خُوبیاں ہی خُوبیاں اور اُدھر جان گئی تو ادھر ساری انسانیت کی باتیں ایک سے لے کر ہزار تک لاکھ تک ساتھ ساتھ چلی گئیں تو رُوح کے ساتھ جان کے ساتھ سب کچھ تھا اُس کے ساتھ سب چلا گیا ۔

کوئی بات انسانیت کی اس انسان کے بدن میں باقی نہیں رہی اس لیے اس بدن کو انسان ماننا بہت بڑا پاپ اور جہالت ہے۔ بربادی ہے۔ یہ ایک عارضی چیز ہے استعمال کے لیے دی گئی ہے اللہ کی نعمت ہے اس کا شکر ادا کرنا چاہیے لیکن انسان نہیں ہے یہ بدن فنا ہوجائے گا خاک میں مل جائے گا لیکن انسان فنا نہیں ہوگا اس بدن سے نکال کر اُس کو آخرت میں بھیج دیا جائے گا ہر آدمی کو موت کے بعد آخرت میں جانا ہے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں الموت جسرٌ یوصل الحبیب الی الحبیب۔

حضور فرماتے ہیں کہ موت ایک پُل ہے دریا پر ندی پر، تالاب پر پانی پر سمندر پر اس پار سے اُس پار، اُس پار سے اِس پار آنے جانے کے لیے پُل بنایا جاتا ہے تو یہ موت بھی پُل ہے جو انسان کو اُس دُنیا سے آخرت میں اللہ کے دربار پہنچا دیتا ہے۔ اتنا ہی کام ہے موت کا یوصل الحبیب الی الحبیب اس دنیا سے بدن نکال کر اللہ کے دربار میں پہنچا دینا ہے۔ اس نقل مکانی سے ایک دُنیا سے دوسری آخرت میں پہنچنے سے آدمی فنا نہیں ہُوا وہ زندہ ہے اور وہ زندگی دُنیا جیسی نہیں ہے دُنیا میں اگر کسی کو زندگی نصیب ہو سو دو سو برس لیکن آخرت کی زندگی ہر انسان سینکڑوں برس میں، ہزاروں برس میں، لاکھوں برس میں ختم نہیں ہوگا نہ پھر کسی آدمی کو اس دُنیا میں آنا ہوگا نہ کسی اور تیسری دُنیا میں جانا ہوگا اور نہ پھر کبھی موت آئے گی ہمیشہ ہمیشہ اللہ کے پاس آخرت میں زندہ رہنا ہوگا۔ آخرت جہاں ہر انسان کو جانا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنا ہے وہاں آرام چین راحت عیش سُکھ ــــ جنّت اللہ کی رحمت اور نعمتیں حاصل ہوں مغفرت ملے اور اُس آخرت کی زندگی میں خُدا کا غضب اُس کی لعنتیں، جہنّم بردباری، مصیبت نہ اُٹھانی پڑے اللہ یہ کہتا ہے کہ اس کا راستہ صرف ایک ہے دوسرا نہیں۔ حضور کے تشریف لانے سے پہلے کوئی راستہ رہا ہو الگ، حضور کے آنے کے بعد سب کینسل ہوگئے اَب تو وہی ایک راستہ ہے جس کو اللہ نے بتایا ہے اور حضور نے سمجھایا کر کے دکھایا اور کروایا اُس کو شریعت دین اسلام کہتے ہیں اللہ نے فرمایا قرآن میں ان الدین عند اللہ الاسلام وہ راستہ جو اللہ قبول کرے گا، نجات دلائے گا، کامیابی ہوگی وہ صرف اسلام کا راستہ ہے اللہ نے فرمایا قرآن میں ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین اگر کوئی آدمی اسلام کے علاوہ کسی راستے کو اختیار کرے، عیسائی ہوجائے، کرسچین یہودی ہوجائے بدھیئت ہوجائے پارسی ہوجائے سناتن دھرمی ہوجائے،

آریہ سماجی ہو جائے، جینی ہو جائے قادیانی ہو جائے شیعہ ہو جائے حضورؐ کے راستے پر نہ رہے ہرگز ہرگز کوئی طاقت اللہ سے اُس کو منوا نہیں سکتی، ہرگز نہیں مانا جائے گا۔ عالم میں ایسی کوئی طاقت نہیں جو اللہ سے کسی دوسرے راستے کو منوالے ایک ہی راستہ ہے اور وہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کا راستہ ہے تو اس دُنیا میں اگر نجات حاصل کرنی ہے اور آخرت بھلی ہو تو اُس کے لیے ایک ہی راستہ ہے اور وہ شریعت کا دین کا اسلام کا راستہ ہے اس پہ چلو گے تو بھلائی ملے گی اور اس پہ نہیں چلو گے تو بربادی اور ہلاکت ہے۔

تو مَیں عرض یہ کر رہا تھا کہ یہ جسم انسان نہیں ہے فنا ہو جائے گا انسان کو اس سے نکال کر آخرت میں بھیج دیا جائے گا اُس کو ہمیشہ وہاں رہنا ہے ہم دُنیا میں سب جانتے ہیں کہ ایک دن جائیں گے ایسا کوئی آدمی نہیں جو موت کو ماننے کو تیار نہ ہو اور یہ جھوٹ پر کمر باندھ لے کہ مَیں ہمیشہ زندہ رہوں گا ایسا کوئی آدمی نہیں ہے اور کسی کو اس میں کامیابی آج تک ملی نہیں حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر آج تک یہ نہیں ہوگا جانا سب کو ہے لیکن اس سب کے باوجود دُنیا کی کشش چمک دمک اور خواہشات کا غلبہ اور دُنیا کی مقصودیت لوگوں پر غالب ہو جاتی ہے۔

اور اللہ سے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم سے تعلّق یا رہتا نہیں یا خراب ہو جاتا ہے یہ غلط قسم کی بات ہے اور ان دونوں صُورتوں میں محرومی ہے تو یہ بات جب طے ہے کہ جانا ہے اور وہاں ہمیشہ زندہ رہنا ہے تو اس دُنیا کی زندگی کو اللہ پر ایمان سچّا لا کر حضور پر ایمان سچا لا کر اس طریقے سے گزارنا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم حکم دیتے ہیں کہتے ہیں یہ بہت ضروری ہے اور اس طریقہ کی مخالفت بربادی ہے اس لیے شریعت کے راستے کو اپنانا چاہیے بھائیو! اللہ نے سارا عالم بنایا ساری نعمتیں عطا فرمائیں ظاہری اور باطنی اور اس کے ساتھ یہ کرم فرمایا کہ خود راستہ بتلایا یہ مانو یہ مت مانو یہ کرو یہ مت کرو اور یہ حکم کتابوں میں لکھا ہوا ہے اگر کسی درخت، کسی پہاڑ پر یا کہیں اور اللہ نازل فرما دیتا تو اُس کو کون دیکھتا کون پڑھتا کس طرح ہوتا اور کون سمجھاتا کر کے دکھاتا اللہ نے اپنی مہربانی سے انبیاء کرام خصوصًا تمام انبیاء کرام کے سردار سیّد الاوّلین والآخرین اللہ کے سب سے بڑے محبوب اور آخری نبی آقائے نامدار سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنا دین دے کر بھیجا اور حضور کو اس بات کا پابند کیا ڈیوٹی مقرر کی کہ آپ ہمارے بندوں کو ہمارا راستہ بتلائیے اور جہنّم سے بچانے کی کوشش کریں اللہ نے آپ کو تمام عالم میں سب سے بہترین اعلیٰ درجے کی حیاتِ مُبارکہ عطا فرمائی خود حضور فرماتے ہیں۔ کنت نبیًا و آدم بین الماء والطین جب آدم علیہ السّلام کی تخلیق ہو رہی تھی بنایا جا رہا تھا اور مٹی پانی اور کیچڑ کی شکل میں تھے کوئی انسان پیدا نہیں ہُوا تھا اُس وقت

بھی عالمِ ارواح میں میں مقامِ نبوّت پر فائز تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کچھ لوگوں نے آکر کے پُوچھا حضور کے اخلاق کیسے تھے کچھ بتائیے ہم نے حضور کی زیارت نہیں کی وہ کہنے لگیں کان خلقہ القرآن اگر آپ کے اخلاقِ حسنہ کو دیکھنا ہو قرآن کی تلاوت کرو جو اللہ نے چاہا ہے مطالبہ کیا ہے بتایا ہے وہ جیتی جاگتی صُورت میں حضور ہیں تو اللہ نے آپ کو دُنیا میں بھیجا اور کمالات سے بھرپُور زندگی عطا فرمائی آپ دُنیا میں یتیم تشریف لائے آپ کے والد کا انتقال حضور کی ولادت باسعادت سے پہلے ہوگیا تھا اور چھ سال کی عمر میں والدہ کا کا انتقال ہوگیا آٹھ سال کی عمر میں دادا کا انتقال ہوگیا دُنیا میں کوئی رشتہ جو بچپن کی عمر میں تربیت دے سکھائے پڑھائے بتائے روکے ٹوکے اللہ نے نہیں چھوڑا سب کو اُٹھا لیا۔ چچا آپ کے نگران ہُوئے ابوطالب یہاں کچھ لوگوں کو ابوطالب کے نگران ہونے پر اعتراض ہے مجھ پر ایک مرتبہ اس طرح کا اعتراض کیا جا چکا ہے۔ لیکن حقائق تو حقائق ہیں اُس کو تو اُسی طرح ماننا پڑے گا تو ابوطالب نگراں ہُوئے کثیر العیال ہیں خاندان بڑا ہے کنبہ اور سرداری کی ساری ذمّہ داریاں مکّہ بھر کی اُن پہ ہیں اور وہ تجارت کے لیے وقت اور فرصت جتنی ہونی چاہیے وہ نہیں پاتے جھگڑوں میں معاملات حل کرنے میں لوگوں کے قصّے نمٹانے میں سارا وقت گزر جاتا ہے وہ تجارت نہیں کر پاتے لہٰذا تنگی تُرشی سے گُزر ہوتا ہے جب تنگی تُرشی سے گزر ہوتا ہے سب جانتے ہیں اس بات کو اور حضور بھی جانتے ہیں حضور نے اُسی آٹھ برس کی عمر میں جب دادا کا انتقال ہُوا اپنا بوجھ چچا پر نہیں پڑنے دیا آپ جنگل تشریف لے جاتے اور جانوروں کو بکریوں کو چراتے مفسّرین نے لکھا ہے تربیت کے لیے اللہ کو بکریاں چروانا پسند ہے اور مثال دی ہے کہ حضرت مُوسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی جو بڑے قوی اور بڑے صاحب جلال تھے، قبطی کے گھونسہ مار دیا تو وہ مر گیا تھا تو اللہ نے تربیت دی بکریاں چروائیں اور امتحان لیا کہ برسوں کے بعد اپنی ذاتی بکریوں کا غلّہ لے کر چلے ایک بکری غلّہ سے نکل کر بھاگ کھڑی ہُوئی حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام ادھیڑ عمر کو پہنچ چکے ہیں بیوی بچّے ساتھ ہیں اور بکری بھاگی تو پکڑنے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السّلام دوڑے بکری دوڑ کر جہاں کھڑی ہُوئی جب یہ وہاں پہنچے پھر دوڑ پڑی، صُبح سے دوپہر، دوپہر سے شام کر دی اور حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام کو سارے دن اس بکری نے دوڑایا جب شام ہوگئی تو بکری ہاتھ آگئی اپنی بکری تھی کسی دوسرے کا مال نہیں تھا، ذبح کر دیتے ہاتھ پاؤں توڑ دیتے مار دیتے لیکن تربیت ہو چکی تھی وہ قبطی کو گھونسہ مار کر قتل کر دینے والے حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام کی اب تربیت ہو چکی ہے تو اُس بکری کو جب پکڑا تو اُس کے پاؤں دبانے شروع کیے، سارا دن ہوگیا تو تھک گئی ہوگی،

لا تیرا پاؤں دباؤں بیٹھے ہُوئے بکری کے پاؤں دبا رہے ہیں کہ سارا دن مجھے دوڑنا پڑا ہے تو تھک گئی ہوگی، اپنی تھکن کا خیال نہیں اور بکری کے پاؤں دبا رہے ہیں تب وہ روشنی نظر آئی طور پہ اور وہ تشریف لے گئے اہلیہ کو دردِزہ ہورہا تھا کہ کچھ لائیں سینکیں اور گرمی ہو۔ تب وہاں آپ پہ وحی نازل ہُوئی۔ مفسّرین نے لکھا ہے کہ یہ بکری ایسا جانور ہے کہ سب جانوروں میں سب سے زیادہ چنچل ہے ایک حالت پہ پانچ منٹ رُک نہیں سکتی اور آپ بھینس کو اُونٹ کو جیسے چاہو مار لو بیل کو بکری کو آپ اگر زور سے غصّہ میں مار دیں گے تو اپنا ہی نقصان ہوگا۔ ہاتھ پاؤں ٹُوٹ جائے گا اُس کا قہر درویش بہ جانِ درویش اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو اللہ تعالیٰ نے بکریاں چرائیں بچپن کی عمر میں دُودھ پینے کی عمر میں جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لاکر آپ کی والدہ کو دے گئیں تو وہاں دادا موجود تھے تب قحط پڑا مکہ میں بارش نہیں کنوئیں خشک ہوگئے پینے کے لیے پانی نہیں کھیتیاں سُوکھ گئیں باغات سُوکھ گئے لوگوں کو دُودھ کا ایک قطرہ نہیں ملتا۔ جانور مرے جا رہے ہیں تو حضور کے دادا عبدالمطلب نے یہ ارادہ کیا اللہ سے رحم کی دُعا کریں درخواست کریں لے کر چلے جب چلے تو حضور کو ساتھ لے لیا دُعا کرنے کے واسطے اور جب دُعا شروع کی تو حضور کو ہاتھوں میں اُٹھا لیا اور آسمان کی طرف بلند کرکے الٰہ العالمین ہم بہت پریشان ہیں ہمارا یہ حال ہے کھیتیاں سُوکھ گئیں باغات خشک ہوگئے۔ کنوئیں اُتر گئے پانی نہیں ہے جانور بھُوکے پیاسے مر رہے ہیں اور ہم میلوں سے پانی لاتے ہیں تو اپنی جان بچاتے ہیں پینے کے لیے چند قطرے نصیب ہوتے ہیں ہم پہ رحم فرما ہمیں یہ معلوم ہے یہ بچّہ آپ کو بہت پیارا ہے ہم ان کے طفیل میں بھیک مانگتے ہیں کہ بارش برس جائے اور یہ خشک سالی دُور ہوجائے حضور کا بچپنا ہے آٹھ سال پُورے نہیں ہُوئے اور دادا حضور کے طفیل میں اللہ سے رحم طلب کر رہے ہیں۔ دُعا ختم نہیں ہُوئی بادل نہیں تھا نظر آیا پھیلا اور بارش شروع ہُوئی وہ خشک سالی ختم ہُوئی اس طرح سے حضور کی عمر شریف کے سارے زمانے بچپن دُودھ پینے کی عمر حضرت حلیمہؓ جو گاؤں کی قبیلے کی عورت تھی اور جب حضور ہجرت فرماکر مدینہ منورہ گئے تو وہ حضور سے ملنے مدینے آئیں حضور نے اپنی رضاعی ماں (دُودھ پلانے والی ماں) کا بہت اعزاز فرمایا فوراً اپنی چادر بچھادی امّاں اس پہ بیٹھو اور خاطر تواضع سب کچھ کیا اُنھوں نے ایک سوال کیا کہنے لگی کہ دُنیا کے بچے ہوتے ہیں عورتیں جس طرح رکھتی ہیں رہتے ہیں لیکن مَیں نے دُودھ پلانے کے پُورے زمانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا قصداً اور بلا ارادہ کہ دونوں طرف سے دُودھ پلاؤں کبھی آپ نے بائیں طرف سے دُودھ نہیں پیا صرف ایک طرف سے داہنی طرف سے سوتے

جاگتے جب بھی کوشش کی مجھے ناکامی ہوئی۔ بائیں طرف سے کبھی نہیں پیا، سمجھ میں نہیں آتا ایسے تو کسی بچّے کو دیکھا نہیں حضور نے فرمایا یہ بات تو کھلی ہوئی ہے آپ کے دُودھ میں میرے ساتھ آپ کے بیٹے شریک تھے اس لیے مَیں نے بائیں طرف کا دُودھ اُن کے لیے اور دائیں طرف کا اپنے لیے تقسیم کر لیا اور پھر کچھ بھی کوشش کی ہو ہزار کوشش کی ہو کبھی اپنے بھائی کے حصّہ میں ایک گھونٹ مَیں نے نہیں پیا اپنے ہی طرف داہنی طرف سے پیا ہے جو اپنے بھائی کے ساتھ انصاف نہ کر سکے وہ دُنیا میں کیا انصاف پھیلائے گا۔ مجھ کو اللہ نے ظُلم مٹانے انصاف پھیلانے کے لیے بھیجا ہے اس طریقہ سے عُمر شریف کے سارے زمانے بالکل کُھلے کُھلے کمالات سے بھرپُور بچپن کا زمانہ ہے مکّہ میں گرمی میں آگ برستی ہے وہاں کی گرمی کا انداز جس نے گرمیوں میں دیکھا ہو وہی بتا سکتا ہے دو دو گز تک جلیبے تو الال ہو جائے فضا میں ارتعاش پیدا ہوتا ہے اس طرح وہاں پتھروں سے گرمی کی لپٹیں سی ارتعاش پیدا کرتی ہیں حضور اُس گرمی میں دوپہر ننگے پاؤں چلے آرہے ہیں کہیں سے حضور کے رشتے کا چچا عمر ابن ہشام ابوجہل وہ آرہا ہے اُس نے دیکھا کہ ننھے بھتیجے یتیم ننگے پاؤں اس گرمی میں چلے آرہے ہیں اپنے اُونٹ پر بٹھا لیا اور حضور سے کہا کہ آؤ میرے پیچھے سوار ہو جاؤ گھر چلو پیچھے سوار کر لیا وہ اُونٹ ابوجہل کا عمر ابن ہشام کا پالا ہوا اپنا اُونٹ تھا اشاروں پر سب کام کرتا تھا اس وقت وہ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے اُونٹ نہیں چلتا مارا ڈانٹا اشارے کیے ہرگز نہیں چلتا اُونٹ نے گردن زمین پر رکھ دی مجبور ہو کر حضور کو اُتار دیا چلنے لگا پھر سوار کیا پھر نہیں چلتا تب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یا چچا اگر تم مجھے اپنے آگے سوار کر لو تو اُونٹ انکار نہیں کرے گا چلنے سے چنانچہ ابوجہل نے حضور کو آگے بٹھا لیا پھر اُونٹ کو کسی قسم کی ڈانٹ پھٹکار کی ضرورت نہیں رہی اور اُونٹ عادت کے مطابق اشاروں پر چلتا چلا گیا۔ اللہ نے کھول کر بتایا کہ تیرا یہ جانور تجھ سے زیادہ حضور کو پہچانتا ہے تو گمراہ ہے تو ادب نہیں کر سکتا اور یہ جانور حضور کی توہین کو برداشت نہیں کرے گا اس طرح حضور کا بچپن گزرا۔ دادا کا انتقال ہوا اور بلُوغ شروع ہونے والا تھا بچپن گزر رہا تھا تو ابوطالب تجارت کے لیے گئے شام گرمی کا موسم تھا حضور سے کہا کہ گرمی ہے مکّہ میں بہت گرمی ہے شام میں موسم ٹھنڈا ہوگا پہاڑی جگہ ہے چلو تم ٹھنڈک میں وقت گزار لینا ہم تجارت کر لیں گے حضور کو لے کر گئے راستے میں جب شام کے بارڈر پر پہنچے تو وہاں ایک راہب بحیرا اُس کا نام تھا وہ ملا اور اُس نے ابوطالب سے کہا کہ آپ مسافر ہیں آج ہمارے ساتھ کھانا کھا لیجیے۔ مسافر کو کیا چاہیے پکا پکایا کھانا مِل جائے سبحان اللہ عید ہو جائے اُنھوں نے فوراً منظور کر لیا وقت آیا حضور کو لے کر

پہنچے کھانے کے وقت تو اُس نے کہا کہ کھانا تو تقریباً تیار ہے ابھی آجائے گا لیکن میں نے جو آپ کی دعوت کی ہے وہ کھانے کے لیے نہیں کی ایک بڑا کام آپ کو بتانا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارے نبی حضرت عیسٰی علیہ السّلام اور اُس سے پہلے حضرت مُوسٰی علیہ السّلام نے یہ خبر دی ہے کہ اللہ کے آخری نبی آنے والے ہیں اور یہ وعدہ لیا ہے کہ جب وہ آئیں اُن پہ ایمان لانا اُن کا ساتھ دینا، قوم اُن کو ستائے گی تم اُنھیں چھوڑنا مت اور علامتیں بتائیں وہ ساری علامتیں جو حضرت عیسٰی علیہ السّلام اور حضرت موسٰی علیہ السّلام نے بتلائی ہیں وہ سب اس بچّے میں پائی جاتی ہیں جو آپ کے ساتھ ہے یہ اللہ کے آخری نبی ہوں گے آپ ان کو شام نہ لے جایئے یہیں بارڈر پر تجارت کیجیے بیچیے خریدیے اور ان کو لے کر مکّہ چلے جایئے وہاں کے یہودی نصرانی تمام علامتوں کو حفظ کیے بیٹھے ہیں اور یہ دعوٰی کرتے ہیں کہ ہم میں ہوں گے وہ کہتے ہیں کہ ہم میں ہوں گے اور ہم دُنیا پر غالب ہوں گے اور جب وہ یہ دیکھیں گے کہ نہ عیسائیوں میں اور نہ یہودیوں میں مکّے کے مشرکوں میں اللہ کے نبی پیدا ہو گئے حسد ہوگا اور ہوسکتا ہے وہ قتل کرنے کی کوشش کریں اس لیے آپ اُن کو لے کر شام مت جایئے چنانچہ ابوطالب نے بحیرا کی نصیحت کو مانا اور حضور کو وہیں تجارت کر کے لے کر واپس آگئے مکّہ مکرمہ۔ اس طرح آپ کا بچپن گزرا اور جوانی شروع ہُوئی اور آپ کے اخلاقِ حسنہ آپ کی سچّائی، آپ کی امانت داری، آپ کی مہمان نوازی، مظلوموں کا ساتھ دینا، حق کا ساتھ دینا، لوگوں کی مدد کرنا، اپاہجوں کی، بوڑھوں کی بیواؤں کی یتیموں کی سرپرستی اور خدمت کرنا، بوڑھوں کو پانی بھر بھر کر پہنچانا، بازار سے اُن کے سامان خرید کر کے لاکر کے دینا، اُن کے کھانے اُن کی دوا اُن کی سہولتوں کا انتظام کرنا، یہ روزمرہ کا ـــــ عام لوگوں کے ساتھ حضور کا معاملہ تھا ان چیزوں کی وجہ سے جس طرح حضور کے اسم گرامی سے پہچانا جاتا تھا اس طرح اگر کوئی مکّہ میں داخل ہو کر کے کہتا "صادق" کون ہے تو حضور پہچانے جاتے لوگ حضور کے پاس پہنچا دیتے کوئی کہتا "امین" تو یہ نہیں پُوچھتے امین کون ہے کیا نام ہے حضور کے پاس پہنچا دیتے اس طرح آپ کے کمالات گھر گھر ایک ایک آدمی کے مُنہ پہ بیالیس برس کی عمر تک کسی ایک مکّہ والے سے جائداد کا زمین کا پیسے کا لینے دینے کا کسی معاملے کا کوئی جھگڑا کسی قسم کا حضور کا نہیں ہُوا سب حضور کے کمالات کے معترف تھے حالانکہ وہ قبائلی لوگ تھے برسوں لڑا کرتے تھے تین تین سو برس قبائلی جنگیں ہوتی تھیں ایک دوسرے کو قتل کرتے رہتے تھے لیکن دو فریق ہیں تلواریں نکلی ہُوئی ہیں ابھی خُون بہے گا اور لڑائی شروع ہو جائے گی لیکن حضور درمیان میں کھڑے ہو گئے آ کر ختم کرو اُسی وقت تلواریں نیام میں داخل ہو گئیں اور بڑا منصف آیا اب ظلم نہیں ہوگا جھگڑا ختم ہو گیا تو بہر حال اللہ تعالٰی نے آپ کو بے مثال کمالات سے بھرپُور زندگی عطا فرمائی آپ کی سچّائی امانت داری کا شہرہ گھر گھر تھا۔ (جاری ہے)

عورتوں کے لیے پردہ کیوں ضروری ہے؟

ارشادات: حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیّب صاحبؒ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند

علی گڑھ یونیورسٹی میں میری تقریر تھی جب میں اسٹیج پر پہنچا تو بہت سی عورتیں ہمارے سامنے بلا پردہ کے بیٹھی ہوئی تھیں مَیں پیچھے ہٹنے لگا انہوں نے کہا کہ آئیے مَیں نے کہا کہ پہلے پردہ ڈالو پھر آؤں گا۔ خیر پردہ لٹکا دیا گیا تو مَیں گیا جب مَیں تقریر کرنے کے لیے بیٹھا تو عورتوں نے کہا کہ اگر ہم درمیان تقریر سوال کریں تو کیا جواب دیا جائے گا مَیں نے کہا کہ درمیان تقریر اجازت نہیں ہے البتہ جو سوالات ذہن میں آئیں، اُن کو لکھ لو تقریر کے بعد جواب دیا جائے گا، چنانچہ تقریر کے بعد پچاس ساٹھ سوالات آئے اُن میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ عورتوں کو بلاوجہ گھروں میں مقید کیا گیا ہے اور ان کے لیے حکم یہ ہے کہ ہر وقت مُنہ چھپائے رکھیں اس سے ایک نقصان تو یہ ہے کہ الانسان حریص فیما منع . . . یعنی انسان جس چیز سے روکا جاتا ہے وہ اس کا حریص ہو جاتا ہے اور دوسرا نقصان یہ ہے کہ اس پردے کی وجہ سے عورتیں گھروں میں گھونٹتی ہیں باہر کی ہواؤں سے بھی محروم ہوگئیں اور ان کی صحت بھی خراب ہوگئی اور تیسری خرابی یہ ہے کہ اس پردے کی وجہ سے عورتیں تعلیم سے بھی محروم ہوگئیں کیونکہ گھروں میں رہ کر مکمل تعلیم نہیں ہوسکتی لہٰذا اُن کو کھلے بندوں چھوڑ دینا چاہیے تاکہ ان کی حرص ختم ہو اور تازہ ہواؤں سے فائدہ اُٹھائیں اور آزادی سے تعلیم حاصل کریں۔

مَیں نے اُن سے کہا کہ پہلے الزامی جواب سُن لو پھر تحقیقی جواب دوں گا۔ الزامی جواب یہ ہے کہ دُنیا میں دو ہی چیزیں عام طور پر چھپانے کی رکھی گئی ہیں ایک دولت دوسری عورت اگر دولت کے چھپانے سے چوروں کی حرص بڑھتی ہے تو مَیں کہتا ہوں کہ آپ لوگ دولت کو بینکوں سے نکال کر سڑکوں پر ڈال دیں تاکہ چوروں کی حرص ختم ہو جائے اور اُن کے دلوں میں خُوب سیری ہو جائے اس طرح کرنے سے اگر آپ کی دولت محفوظ رہی تو مَیں فتوٰی دوں گا کہ عورتیں بھی کُھلے بندوں آجائیں اور اگر دولت رات ہی رات صاف ہوگئی تو مَیں عورتوں کو وہی حکم دوں گا جو دولت کے چُھپانے کے بارے میں دیتا ہوں مَیں نے کہا کہ چوروں کا

خطرہ تو الگ ہے مگر دولت فی نفسہٖ ایسی چیز نہیں ہے جو منظرِ عام پر لائی جائے اور سڑکوں پر پھیلا دی جائے اور یہ جتلایا جائے کہ میں لکھ پتی یا کروڑ پتی ہوں بلکہ وہ چھپانے کی چیز ہے اسی لیے اس کو چھپایا جاتا ہے۔ اسی طرح عورت ہے اس کی حرمت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ مردوں سے الگ ہو کر پردے میں رہے۔ جنّت تو دار المتقین ہے وہاں پر معصیّت کا کوئی خطرہ نہیں ہے مگر پھر بھی مرد و عورت کا اختلاط نہیں ہوگا۔

اسی لیے دعوت خصوصی میں صرف مرد ہی حضرات بُلائے جائیں گے تو یہ خصوصیت خطرۂ معصیت کی وجہ سے نہیں ہوگی بلکہ عورت کی حرمت کا تقاضا یہی ہے کہ اس کو مردوں سے الگ رکھا جائے مگر شریعت نے ان کی دل شکنی نہیں کی اور کلیتہً اُن کو الگ نہیں رکھا بلکہ صرف غیر محرم سے الگ رکھا ہے اسی طرح جنّت میں بھی ان کی دل شکنی نہیں ہوگی کیونکہ اس دعوت خصوصی میں جو سب سے اہم دولت ملنے والی ہوگی وہ دیدار خداوندی ہوگی حدیث شریف میں آتا ہے کہ حق تعالیٰ کی زیارت سے لوگوں کے چہرے منور ہو جائیں گے اور حُسن و جمال میں ہزاروں گنا اضافہ ہوگا جب مرد حضرات دیدار کر کے اپنی اپنی جنّتوں میں واپس آئیں گے تو اُن کی عورتیں کہیں گی کہ آج تو تمہارا حُسن و جمال تو ہزاروں گُنا بڑھا ہُوا ہے اس کی وجہ کیا ہے وہ کہیں گے کہ آج ہم حق تعالیٰ کی زیارت کر کے آئے ہیں مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ تمہارا حُسن و جمال بھی پہلے سے ہزاروں گُنا بڑھا ہُوا ہے اس کی وجہ کیا ہے تو وہ کہیں گی کہ حق تعالیٰ یہاں پر خود آ کر زیارت کرا کے گئے ہیں تو حق تعالیٰ مردوں کو بلا کر زیارت کرائیں گے اور عورتوں کے پاس خود آ کر اُن کو زیارت کرائیں گے یعنی تجلّیات الٰہی وہاں پہ پہنچے گی تو عورتوں کے دل میں جو وسوسہ پیدا ہوتا کہ حق تعالیٰ نے تو مردوں کو بلا کر زیارت کرا دی مگر ہم زیارت سے محروم رہیں تو حق تعالیٰ اس وسوسے کو دُور کرنے کے لیے جنّت میں خود آ کر عورتوں کو زیارت کرائیں گے۔ لہٰذا جب دونوں کا مقصد حل ہوگا تو کوئی اشکال نہیں مگر عدم اختلاط کی بناء معصیت کا خطرہ نہیں ہے بلکہ اس کی فطرت کو باقی رکھنے کے لیے حق تعالیٰ نے اُن کو مردوں سے الگ رکھا ہے چونکہ عورت کی فطرت میں حیاء ہے اس لیے وہ مردوں سے طبعی طور پر مُنہ چھپاتی ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ اگر عورت میں خود فحش نہ ہو تو مردوں کی مجال نہیں کہ اُن پر ہاتھ ڈال دیں جب کوئی مرد کسی عورت کے اندر لوچ دیکھتا ہے تب ہی اس کی طرف مائل ہوتا ہے۔

بہر حال جنّت میں پردے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی کیونکہ جس طرح مردوں کے مجامع ہوں گے اسی طرح عورتوں کے مجامع بھی مردوں سے الگ ہوں گے اختلاط کی شکل نہ ہوگی

عورتوں کے سوال کا تحقیقی جواب

حضرتؒ نے فرمایا کہ ان کے سوال کا تحقیقی جواب ہم نے یہ دیا کہ تم لوگ یہ کہتی ہو کہ عورتوں کو گھونٹ دیا گیا وہ تعلیم سے محروم ہوگئیں اور تازہ ہواؤں سے بھی محروم ہوگئیں اور اُن کی صحت خراب ہوگئی اور تم نے جو یہ کہا کہ الانسان حریص فیما منع ...... یہ اس وقت ہے جب کہ کلیتہً عورتوں کو مردوں سے ملنے کو روک دیا جائے حالانکہ کلی طور پر نہیں روکا گیا ہے بلکہ اسلام نے یہ حکم دیا کہ نکاح کے ذریعہ سامنے آؤ اور ملو، بغیر نکاح کے نہ ملو تو اسلام نے ایک راستہ یعنی بذریعہ نکاح ملنے کا راستہ کھول دیا اور ایک راستہ بغیر نکاح کے بند کر دیا گیا پھر ادھر محرمات ابدیہ سے بھی پردہ کا حکم نہیں دیا گیا، البتہ محللات سے پردہ کروایا تو ایک نوع کے ملنے اور اُن کے سامنے آنے کی اجازت دے دی گئی اور ایک نوع کے ملنے اور سامنے آنے سے روک دیا لہٰذا جب اس کا بدل سامنے رکھ دیا تو اَب حرص کا کوئی سوال ہی نہیں اگر کلی طور پر مردوں سے ملنے اور سامنے آنے سے روکا جاتا تو حرص ترقی کر سکتی تھی مگر اسلام نے حرص کا دروازہ ہی بند کر دیا جتنے مرد ہیں تقریبًا اتنی ہی عورتیں بھی ہیں اور مان لیجیے کہ عورتیں زائد بھی ہوں تو چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دے دی گئی لہٰذا اس کی ضرورت ہی نہیں رہے گی کہ وہ مردوں سے کلی طور پر الگ متھلگ رہیں رہا یہ سوال کہ پردے میں رہنے سے صحّت خراب ہوجاتی ہے تو گھر یہ پنجرہ ہے رات کو تو اسی میں ہم بھی رہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ آدھی زندگی اس پنجرے میں گزرتی ہے اور آدھی زندگی باہر گزرتی ہے مرد آٹھ بجے کام پر جاتا ہے اور چار بجے واپس آجاتا ہے تو آدھی زندگی میں بھی کٹوتی ہوگئی تو مردوں کی عمر کا زیادہ حصہ گھر ہی کے پنجرے میں گزرتا ہے اور تھوڑا حصّہ باہر گزرتا ہے تو گھر میں رہنے سے اگر صحت خراب ہوجایا کرتی تو پھر مردوں کی بھی صحّت خراب ہونی چاہیے۔ لہٰذا یہ سوال ہی غلط ہے کہ پردے میں رہنے سے صحّت خراب ہوجاتی ہے پھر میں نے ان سے خود سوال کیا کہ تمہارے نزدیک عورتوں کی صحّت کب سے خراب ہوگئی ہے اُنھوں نے کہا کہ پچاس ساٹھ سال سے عورتیں بہت کمزور ہوگئی ہیں میں نے کہا پچاس ساٹھ سال پہلے پردے کی شدّت تھی اب تو خفت ہوگئی ہے تو معلوم ہُوا کہ پردہ ہی ذریعہ تھا ان کی صحت کا اُصول تو یہ ہونا چاہیے کہ اس زمانے میں عورتوں کی صحت خراب ہونی چاہیے تھی اس زمانے میں پردہ کی شدت

تھی اور اس زمانے کی عورتوں کی صحت اچھی ہونی چاہیے کیونکہ اب پردے کی خفت ہوگئی ہے مگر اب تو اُلٹا ہی نتیجہ نکل رہا ہے اور معلوم ہو رہا ہے کہ پردہ ہی ذریعہ ہے صحت کا اور بے پردگی ذریعہ ہے صحت کی خرابی کا میں نے کہا کہ بیمار رہنے کی وجہ پردہ نہیں ہے بلکہ تمدن کی خرابی ہے غذائیں بھی خراب اور دوائیں بھی خراب اور ماحول بھی خراب ہر وقت چیزوں کو کھانا یہی صحت کی خرابی کی بنا ہے ورنہ منہ چھپانے سے اگر صحت خراب ہُوا کرتی تو سردی کے زمانے میں ہر مرد بیمار ہُوا کرتا کیونکہ لحاف کے اندر سب ہی مُنہ چُھپائے رہتے ہیں مگر مُنہ چھپانے سے بیمار نہیں ہوتے تو معلوم ہُوا کہ مُنہ چُھپانا صحت کی خرابی کی وجہ نہیں ہے۔ رہا تیسرا سوال کہ تعلیم میں کمی ہوگی اور تعلیم کی کمی کا سبب پردہ ہے تو میں نے کہا کہ پُرانے زمانے کی عورتیں جو پردہ نشیں تھیں اگر اُن کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ کرو تو ان میں تعلیم بھی زیادہ معلوم ہوگی کیونکہ صحابہؓ اور تابعین اور تبع تابعین کی عورتوں میں محدثات بھی تھیں اور فقیہات بھی تھیں متکلمہ اور صوفیہ بھی تھیں اُن کے متعلق بڑی بڑی کتابیں بھی لکھی گئی ہیں آج کل کی عورتوں میں وہ چیزیں نہیں ہیں جو اُن میں تھیں تو کیا وہ عورتیں بے پردگی میں یہ تعلیم و تربیت پاتی تھیں ہرگز نہیں بلکہ وہ پردہ ہی میں رہ کر یہ تعلیم و تربیت پاتی تھیں۔ رہی خاص تعلیم جو بغیر اسکول جائے ہُوئے حاصل نہیں ہوتی میں کہتا ہوں کہ اس خاص تعلیم کی ضرورت ہی کیا ہے عورتوں کا یہ کام ہی نہیں ہے کہ وہ دفتروں میں جاکر کلرک بنیں یا ریلوے میں جاکر ٹکٹ ماسٹر یا گارڈ بنیں یا فوجوں میں جاکر چیف کمانڈر بنیں یہ عورتوں کے فرائض نہیں ہیں لہٰذا اس کی تعلیم دینا بھی غیر ضروری ہے اور غیر ضروری چیز کی وجہ سے ضروری چیز کو ختم کر دینا یہ کون سی عقل مندی ہے۔

عورتوں کے لیے گھریلو تعلیم کا حکم

اور جو ضروری تعلیم ہے یعنی گھریلو تعلیم مثلاً مسائل کی تعلیم اور قرآن شریف کی تعلیم اس کے لیے بے پردگی ضروری نہیں ہے بلکہ یہ تو گھروں میں رہ کر بھی حاصل ہو جاتی ہے اسی واسطے ازواجِ مطہرات کے بارے میں قرآن شریف میں فرمایا گیا وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِىْ بُيُوتِكُنَّ یاد کرو تم ان حکمتوں کو جو گھروں میں تم کو نبوت کی تعلیم دی جاتی ہے اس سے معلوم ہُوا کہ جو تعلیم مقصود ہے وہ گھروں میں رہ کر بھی حاصل ہو سکتی ہے اور جو تعلیم گھروں سے نکل کر باہر حاصل ہو وہ ضروری نہیں ہے تو غیر ضروری کی وجہ سے

ضروری کیسے ترک کریں گے مطلب یہ ہے کہ پردہ کا ہونا اور مردوں سے اختلاط نہ ہونا اس کی بنا معصیت نہیں ہے بلکہ عورت کی حُرمت کا یہی تقاضا ہے کہ وہ مردوں سے الگ رہے بعض چیزیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ آپ مردوں کو بھی وہاں جانے سے روکتے ہیں مثلاً وہاں کا ماحول اچھا نہیں سوسائٹی خراب ہے اس لیے وہاں پر مت جاؤ اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس اختلاط کو معصیت ہی کی وجہ سے روکا جاتا ہے بلکہ ہر دائرے کا ایک طبعی تقاضا ہوتا ہے اس کی وجہ سے روکتے ہیں کہ تمہارے موضوع کا وہ کام نہیں ہے بلکہ جو کام تمہارے موضوع کا ہے اس میں لگو اسی طرح عورت کا بھی ایک تقاضا ہے کہ وہ مردوں سے الگ رہے۔ حق تعالیٰ سبحانہٗ نے زندگی کے دو حصے کر دیئے ہیں ایک گھریلو زندگی اور ایک باہر کی زندگی تو باہر کی زندگی کا ذمّہ دار مردوں کو بنایا ہے اور گھریلو زندگی کا عورتوں کو ذمّہ دار قرار دیا ہے تو مرد کا یہ کام نہیں ہے کہ گھر میں بیٹھ کر کھانا پکائے اور بچّوں کو دُودھ پلائے اور اُن کی پرورش کرے یہ تو عورتوں کا کام ہے اور مرد کا کام یہ ہے کہ باہر جائے اور کمائے اور ذریعہ معاش پیدا کرے اور عورتوں اور بچّوں کے نان و نفقہ کا انتظام کرے اگر عورتوں کو باہر کی زندگی میں لگاؤ تو گھریلو زندگی کا کیا حال ہوگا اسی طرح اگر مردوں کو گھریلو زندگی میں پھانس دو تو باہر کی زندگی کا کیا حال ہوگا اگر ایسا کر دیا گیا تو جو فطری نظام بنا ہُوا ہے وہ درہم برہم ہو جائے گا اس لیے مرد و عورت ہر ایک اپنے دائرے میں رہ کر کام کریں تبھی فطری نظام دُرست ہو سکتا ہے۔ (بشکریہ ماہنامہ ندائے شاہی)

قیمتی آرار اور دُعائیں

ڈیڑھ صد سالہ خدمات دار العلوم دیوبند کانفرنس کے موقع پر دار العلوم دیوبند سے حضرت ملا نا مرغوب الرحمٰن صاحب صدیقی دامت برکاتہم کی قیادت میں دار العلوم دیوبند اور مدرسہ شاہی مراد آباد کے اساتذہ کے وفد کی جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں تشریف آوری ہُوئی اس موقع پر جن اکابر نے اپنی قیمتی آرار اور مُبارک دُعاؤں سے جامعہ جدید کی رائے کی کتاب کو مزیّن فرمایا اُن کے اسمار گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب صدیقی دامت برکاتہم العالیہ مہتمم دار العلوم دیوبند۔

(۲) حضرت مولانا سیّد محمد عثمان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم العالیہ امیر کل ہند مجلس تحفّظِ ختم نبوّت و نائب مہتمم دار العلوم دیوبند۔

(۳) حضرت مولانا عبد الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

(۴) حضرت مولانا مفتی سعید صاحب پالن پوری دامت برکاتہم استاذ الحدیث دار العلوم دیوبند۔

(۵) حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قاسمی اعظمی دامت برکاتہم العالیہ استاذ الحدیث دار العلوم دیوبند و مدیر ماہنامہ دار العلوم دیوبند۔

(۶) حضرت مولانا مفتی سیّد سلمان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم استاذ الحدیث مدرسہ شاہی مراد آباد

(۷) حضرت مولانا حبیب الرحمان خیر آبادی دامت برکاتہم مفتی دار العلوم دیوبند۔

(۸) حضرت مولانا قمر الدین صاحب دامت برکاتہم استاذ الحدیث دار العلوم دیوبند

(۹) حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب اُستاذ الحدیث مدرسہ شاہی مراد آباد

(۱۰) حضرت مولانا انوار الرحمان صاحب مدظلہم صاحبزادہ محترم حضرت مہتمم صاحب دار العلوم دیوبند۔

(۱۱) حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اُستاذ الحدیث دار العلوم دیوبند

(۱۲) حضرت مولانا محمد امین صاحب پالن پوری اُستاذ الحدیث دار العلوم دیوبند

(۱۳) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب اُستاذ الفقہ دار العلوم دیوبند

(۱۴) حضرت مولانا محمد جمیل خان صاحب اقرأ روضۃ الاطفال پاکستان

(۱۵) مولوی محمد عفان صاحب مدنی متعلم دار الافتاء دار العلوم دیوبند

(۱۶) مولوی محمد اظہر صاحب مدنی " " " "

اگلے صفحات سے ان اکابر کی آراء کے عکس ملاحظہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوبند میں سو سالہ خدمات دار العلوم کی تقریب کے لئے ... حاضری کے [illegible] ...
قیام کے دوران آج ۳۰ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ کو جامعہ سید نفیس حسینی کی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی
جامعہ جدید ہے اور خانقاہ کی بنیاد حضرت مولانا ظہور میاں صاحب ... تدریس سے ... زمانہ ہی
خدا کا شکر ہے جامعہ ہذا میں تعلیم کا سلسلہ جاری ہے اور اب نئی تعمیری سلسلہ بھی چل رہا ہے
مدارس اسلامیہ اور خانقاہوں کا قیام وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔
دعا ہے خدائے عزوجل جامعہ ہذا و خانقاہ کی تعمیر جلد مکمل فرمائے اور جامعہ فیض کا سلسلہ بڑے پیمانے پر
جاری و ساری رہے۔ جناب مخدوم مولانا محمود میاں صاحب جامعہ ہذا کی خدمات میں مشغول ہیں۔
اللہ عزوجل آپ کی خدمات کو قبولیت سے نوازے اہل خیر حضرات اس عظیم مقصد میں تعاون کریں آمین

[illegible]
خادم دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج ۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۳ اپریل ۲۰۰۱ء کو بفضلہ تعالیٰ محترم جناب سید محمود میاں صاحب زید کرمہم کی دعوت پر دارالعلوم دیوبند کا موقر وفد جامعہ مدنیہ (جدید) حاضر ہوا۔ اور جامعہ کی زیرِ تعمیر مسجد حامد کا معائنہ کرکے جامعہ کے دفتر و درسگاہوں وغیرہ کا جائزہ لیا اور دعا کرکے بخیر و عافیت واپس ہوا۔

مہتمم جامعہ مدنیہ (جدید) جناب سید محمود میاں صاحب نے اپنے والد ماجد خلیفہ اجل شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ، حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم منصوبوں سے وفد کو آگاہ فرمایا جو حضرت مرحوم نے جامعہ مدنیہ (جدید) کے متعلق طے فرمائے تھے۔ مگر اپنی حیاتِ مستعار میں ان کی تکمیل نہیں فرما سکے تھے۔ لیکن اب خداوند کریم کے فضل و کرم سے قوی امید ہے کہ یہ منصوبے پایۂ تکمیل کو پہنچیں گے اور اس جامعہ سے دینی علوم کی تحقیق و اشاعت کا اہم کام انجام پائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

اہلِ خیر حضرات سے پر زور التماس ہے کہ جامعہ ہذا کا ہر طرح کا تعاون فرما کر اجرِ جزیل کے مستحق بنیں۔

محمد عثمان منصور پوری
خادم دارالعلوم دیوبند

عبدالحق غفرلہ
خادم دارالعلوم دیوبند
۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

احقر محمد سلمان منصورپوری
خادم مدرسہ شاہی مرادآباد

محمد عفان منصور پوری
متعلم دار الافتاء
دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

امابعد !

آج مورخہ ۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ کو دارالعلوم دیوبند کا وفد ڈیڑھ سو سالہ خدمات دارالعلوم دیوبند کانفرنس میں شرکت کے بعد لاہور واپس ہوا۔ یہ پورا کارواں علم و فن جناب مولانا سید محمود میاں صاحبزادہ حضرت مولانا سید حامد میاں قدس سرہ کی دعوت پر جامعہ مدنیہ جدید میں حاضر ہوا۔

جامعہ مدنیہ جدید تقریباً ستائیس ایکڑ رقبہ میں پھیلا ہوا ہے جدید تعمیرات کا سلسلہ جاری ہے، مسجد حامد جو ادارہ کا وسیع ترین مسجد ہے جس کے مسقف حصہ میں بیک وقت تین ہزار سے زائد نمازی نماز ادا کر سکیں گے

کسے معلوم تھا کہ محمد آباد موضع پاجیاں (لاہور رائے ونڈ) کو یہ شرف حاصل ہوگا کہ اس خطہ ارض پر ایسا عظیم علمی و دینی مرکز قائم ہوگا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی عنایت اور حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کی دعائے نیم شبی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس گلستان علم و دین کو اپنی خصوصی رحمتوں سے آبیاری فرماتے رہیں اور ارباب خیر و صلاح کے قلوب اس عظیم ادارہ کی جانب مائل کر دے۔

اساتذہ دارالعلوم دیوبند کا یہ علمی قافلہ عام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس ادارہ کے منصوبوں کی تکمیل کے لئے دامے، درمے، سخنے ہر نوع کی بھرپور اعانت کریں کیونکہ آج اس لادینی دور میں یہ اس قسم کے ادارے ہماری دینی، علمی، اور معاشرتی ثقافت کے محافظ ہیں۔ جنکی امداد و نصرت درحقیقت خود اپنی مدد ہے

عبدالحق اعظمی
خادم التدریس دارالعلوم دیوبند
۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

[illegible]
خادم دارالعلوم دیوبند
۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد:

جامعہ مدنیہ (جدید) کے محل وقوع میں حاضری کی سعادت میسر ہے، شہر لاہور سے قریب رائیونڈ روڈ پر ایک نہایت پُر فضا مقام میں اس جدید جامعہ کا اور اس کی عالیشان مسجد کا سنگِ بنیاد رکھدیا گیا ہے، مسجد کی تعمیر کا کام بھی شروع ہو چکا ہے، باقی جامعہ کی عمارات کا کام بھی جلد شروع ہونے والا ہے۔

میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس جامعہ کو قبول فرمائیں، اور اس کے فیوض کو عام و تام فرمائیں اور اس چشمۂ فیض سے امت کو ہمیشہ ہمیش فیضیاب فرمائیں اور اس کی تعمیر کے مراحل کو آسانی سے پایۂ تکمیل تک پہنچائیں (آمین)

کتبہ

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

خادم دار العلوم دیوبند

وارد لاہور

۱۸ ار محرم ۲۲

محمد امین

عفی عنہ پالن پوری

خادم دار العلوم دیوبند

۱۸ ار محرم الحرام ۲۲ھ

محمد حسین خان

دفتر روضۃ الاطفال پاکستان

حبیب الرحمن عفا اللہ عنہ

مفتی دار العلوم دیوبند

۱۸ ار محرم ۱۴۲۲ھ

نعمت اللہ اعظمی عفی عنہ

شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

خادم الافتاء مدرسہ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد جامعہ مدنیہ جدید لاہور میں دار العلوم کا وفد آیا
زیر تعمیر عمارات کی زیارت ہوئی مسجد حامد (جامعہ مدنیہ جدید) کا ماڈل بھی دیکھا
ماشاء اللہ - پوری زمین ۱۰۰ ایکڑ ہے اور مسجد حامد کی زمین ۸ کنال ہے
وفد نے مختلف نقشہ جات کو دیکھا دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس ادارے
کی غیب سے مدد فرمائے اور ہر طرح کی سہولتوں سے مالامال کرے
اور تعلیم و تربیت کا عظیم مرکز بنائے آمین

قمر [illegible]
خادم تفسیر و حدیث دار العلوم دیوبند
۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۲

محمد یوسف
خادم تدریس
دار العلوم دیوبند
۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈیڑھ سو سالہ خدمات دارالعلوم کانفرنس میں حضرات اکابر مدظلہم کی خدمت کیلئے خادم کو بھی حاضری نصیب ہوئی۔ کانفرنس سے واپسی پر لاہور میں قیام کے دوران آج ۲۰ محرم الحرام (۲۳ فروری) جامعہ مدنیہ جدید میں حاضری کا شرف نصیب ہوا اس ادارہ کی بنیاد حضرت مولانا حامد میاں صاحب نور اللہ مرقدہ نے قائم فرمائی تھی۔ اس ادارہ کی زیارت کے بعد بڑی مسرت و خوشی ہوئی ماشاء اللہ ایک عظیم جامعہ تیار ہو رہا ہے جو کہ موجودہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ بارگاہ ایزدی میں دعا گو ہوں کہ اللہ جل شانہ اسکے فیض کو عام فرمائے اور دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے (آمین) اور اسکے بانی حضرت مولانا حامد میاں صاحب کے درجات میں بلندی عطا فرمائے۔ اور حضرت رحمہ کے صاحبزادہ محترم (مولانا محمود میاں) مدظلہ کو ہمت و طاقت عطا فرمائے کہ وہ ہر طرف اس جامعہ کو چار چاند لگائیں اور یہ جامعہ عالمگیر شہرت کا حامل ہو (آمین) فقط والسلام

خادم العلماء انوار الرحمن

(قسط : اوّل)

فہمِ حدیث

دین کا علم ــــ فضائل وآداب

حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب

ضروریات دین کا علم سیکھنا ہر مُسلمان پر فرض ہے

عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ مرقات ۲۸۴/۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا (اپنی ضرورت کے بقدر) دین کا علم سیکھنا ہر مُسلمان پر فرض ہے (خواہ وہ مرد ہو یا عورت)۔

علمِ دین کے طلب کی فضیلت

(۱) عَنْ اَبِیْ ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہِ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ... مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یلتمسُ فیہ عِلْمًا سَھَّلَ اللّٰہُ لَہٗ بِہٖ طَرِیقًا اِلَی الجنۃ وَمَا اجتمع قَوْمٌ فِیْ بَیتٍ مِنْ بیوتِ اللّٰہِ یتلون کتاب اللّٰہِ و یتدا رسُوْنَہٗ بینھُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السکینۃ وغشیتھم الرّحمۃ وحفتھم الْمَلَائِکَۃُ وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ... جو شخص دین کا علم حاصل کرنے کے لیے کسی رستے پر چلتا ہے (خواہ وہ علم زیادہ ہو یا تھوڑا ہو البتّہ نیت میں خلوص ہو) اللہ تعالیٰ اس

طلب کی وجہ اس کے لیے جنّت کی طرف لے جانے والے رستے کو آسان کر دیتے ہیں (کہ خلوص اور عمل کرنے کی نیت اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت سے جب علم حاصل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس پر عمل کرنا آسان فرما دیتے ہیں اور راضی ہو کر جنّت میں داخل فرماتے ہیں) اور جب بھی کچھ لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں (جو اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے بنایا گیا ہو خواہ وہ مسجد ہو یا مدرسہ ہو) جمع ہو کر کتاب اللہ پڑھتے ہیں اور آپس میں اس کو سیکھتے سکھاتے ہیں (یعنی ان میں سے جو اہل علم ہیں وہ دوسروں کو سکھاتے ہیں) تو ان پر سکینت (یعنی ایسی کیفیّت) نازل ہوتی ہے (جس سے دل کی تاریکیاں چھٹتی ہیں اور دل کو سکون و اطمینان نصیب ہوتا ہے اور دین کا ذوق وشوق بڑھتا ہے) اور رحمت (الٰہی) اُن کو ڈھانپ لیتی ہے اور (رحمت و برکت کے) فرشتے اُن کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (فخر کے طور پر) ان کا ذکر اپنے پاس موجود مقرب فرشتوں سے کرتے ہیں۔

(۲) عَنْ کثیر بن قیس قال کُنْتُ جَالسًا مَعَ اَبِی الدَّرداءِ فِی مسجد دِمِشْقَ فَجَاءَہٗ رَجُل فَقَالَ یا اَبَا الدَّرداءِ اِنِّی جِئْتُكَ مِن مدینةِ الرّسولِ صلّی اللہ علیہ وسلّم لِحَدِیثٍ بلغنی انك تحدثُہٗ عَنْ رَسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ما جِئْتُ لحاجة قَالَ فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یقول من سلك طریقاً یطلب فیہ عِلْمًا سَلَكَ اللہ طریقًا مِّن طُرُقِ الجنةِ وَاَنَّ الملائکة لتضع اجنحتھا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ　(احمد و ترمذی)

حضرت کثیر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہُوا تھا کہ اُن کے پاس ایک صاحب آئے اور کہا کہ اے ابو درداء مَیں آپ کے پاس مدینۃ الرسول صلّی اللہ علیہ وسلّم

(یعنی مدینہ منورہ) سے صرف ایک حدیث کی خاطر آیا ہوں جس کے بارے میں مجھے یہ پتہ چلا کہ آپ اس کو براہِ راست رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں (اس کے ۔۔ علاوہ) کسی اور حاجت کے لیے (مدینہ منورہ سے شام کے شہر دمشق تک) نہیں آیا۔ (طلب علم میں ان صاحب کی ہمّت و قربانی کو دیکھتے ہوئے اس کی مناسبت سے) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے (پہلے ایک اور حدیث سُنائی اور) کہا مَیں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خود یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جو شخص علم (دین) کی طلب میں کسی رستے پر چلتا ہے تو اس طلب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُس کو جنّت کی طرف جانے والے رستوں میں سے کسی رستے پر ڈال دیتے ہیں (اور جنّت کی طرف لے جانے والے بہت سے رستے ہیں مثلاً جہاد کا رستہ، علمِ دین کے سیکھنے سکھانے کا رستہ، عبادات کے شغل کا رستہ اور مخلوقِ الٰہی کی خیر خواہی اور خدمت کا رستہ وغیرہ۔ دیگر فرائض اور واجبات پُورے کرتے ہوئے آدمی محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ان میں سے کسی رستے پر چل رہا ہو تو یہ ایک زائد فضیلت ہے جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ جنّت میں داخلہ سہل فرما دیتے ہیں) اور فرشتے (دین کے) طالب علم کے اکرام میں اپنے پَر بچھا دیتے ہیں (یعنی اس کے سامنے تواضع سے کھڑے ہو جاتے ہیں)

(۳) عن الحسن مرسلاً قَالَ قَالَ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم مَنْ جَاءَہٗ الموت وَھُوَ یطلبُ العلمِ لِیُحْیِیَ بِہِ الْاِسلام فَبَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّبیین دَرَجَۃٌ واحِدَۃ فِی الْجَنَّۃِ (دارمی)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس شخص کو موت اس حال میں آئی کہ وہ طلبِ علم میں منہمک تھا تاکہ علم کے ذریعے اسلام (کے مٹے ہوئے احکام) کو زندہ کرے (علم حاصل کرنے کی کوئی دنیوی غرض نہ ہو) تو جنّت میں اُس کے اور انبیاء کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا۔

علمِ دین کی فضیلت

(۱) عَنْ اَبِی الدرداءِ رضی اللّٰہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یَقُوْلُ . . . وَاِنَّ صَاحِبَ الْعِلْمِ یَسْتَغْفِرُلَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰت وَمَن فی الاَرْضِ وَالحیتان فِی جَوْفِ المَاءِ وَاَنَّ فَضْلَ العَالِمِ عَلَی الْعَابِد کفضل القمر لَیْلَۃَ البدرِ عَلٰی سَائِرِالکواکب وَاَنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الانبیاءِ وَاَنَّ الانبیاءَ لم یورثوا دینارًا وَلَا دِرْھَمًا وَ اِنَّمَا وَرَّثُوا العلم فَمَنْ اَخَذَہٗ اخذہ بحظٍ (احمد و ترمذی)

حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ . . . (اس عالم کی درستی اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہُوئے طریقے کے مطابق چلیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور صرف انسان ہی نہیں بلکہ تمام مخلوق کو اس کا فائدہ پہنچتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کے طریقے پر نہ چلیں تو اس میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہوتی ہے جو کئی قسم کی مصیبتوں کے نازل ہونے کا سبب بنتی ہے مثلاً قحط اور خشک سالی وغیرہ جس سے صرف انسان ہی نہیں دوسری تمام مخلوق بھی متاثر ہوتی ہے جو عُلماء اپنی ذمّہ داریاں پُوری کر رہے ہوں لوگوں کو دینی طریقے بتا رہے ہوں اور خود عمل کرتے ہُوئے لوگوں کو بھی عمل کرنے کا کہہ رہے ہوں تو اس میں چونکہ سب مخلوق کا فائدہ ہے اس لیے ایسے عالم کے لیے جو کوئی بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب بخشش طلب کرتے ہیں یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں بھی (فرشتے اس وجہ سے عُلماء کے لیے دُعائے مغفرت کرتے ہیں کہ وہ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہیں اور جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوں فرشتے اُن کے لیے دُعا کرنے پر مامور ہیں) اور عالم (جس نے دین کا پُورا علم حاصل کیا اور خود بھی اس پر عمل کیا اور دوسروں کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتا ہے اور دین سکھاتا ہے اس کی فضیلت عبادت گزار پر (جو ضرورت کا تھوڑا سا علم حاصل کرکے اپنا

زیادہ وقت عبادت میں گزارتا ہے) چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے دیگر ستاروں پر ________ اور علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں (لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ انبیاء کچھ مال چھوڑ جاتے ہیں جو علماء میں تقسیم کیا جاتا ہے کیونکہ) انبیاء ترکہ میں نہ دینار چھوڑتے ہیں اور نہ درہم چھوڑتے ہیں (نہ اور کسی قسم کا مال چھوڑتے ہیں بلکہ) ان کی میراث تو محض علم دین ہوتا ہے تو جس نے یہ میراث حاصل کی اس نے تو بڑا نصیبہ حاصل کر لیا۔

(۲) عن ابن عباس قَالَ قَالَ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فقیہ واحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشیطانِ من الف عابدٍ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ایک فقیہ (یعنی وہ شخص جو دین کے اُصول و قواعد اور جزوی مسائل خواہ اُن کا تعلق عقائد سے ہو یا اعمال سے خُوب باخبر ہو) شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہوتا ہے (کیونکہ عابد کی کم علمی کی وجہ سے شیطان بہت مرتبہ اس کو عبادت کے رنگ میں دھوکا دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے جبکہ فقیہ کو شیطان کی چالبازیوں کا بخوبی علم ہوتا ہے اور وہ شیطان سے خود کو بھی محفوظ رکھتا ہے اور دوسروں کی بھی حفاظت کا ذریعہ بنتا ہے

(۳) عن معاویۃ رضی اللّٰہ عنہ قَالَ قَالَ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم من یرد اللّٰہ بہ خَیرًا یفقھہ فی الدین و انما اَنَا قاسم واللّٰہُ یعطی

(۲۶۷/۱ مرقات)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے نقل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بہت ہی زیادہ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین میں تفقہ (یعنی دین کی مکمل سمجھ) عطا کرتے ہیں اور میں تو اللہ کا دیا ہوا علم کا تقسیم کرنے والا ہوں تفقہ اور سمجھ دینے والے تو فقط اللہ تعالیٰ ہیں (کسی کو کم دیتے ہیں کسی کو زیادہ دیتے ہیں)

(۴) عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم

نضر اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مقالتی فحفظھا وَعَاھَا وَ اَدَّاھَا فَرُبَّ حامِلِ فقہ غیر فقیہٍ ورب حامل فقہ الٰی مَن ھُوَا فقہ منہ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر و تازہ (اور پھلا پھولا) رکھے جس نے میرا قول سُنا اور اس کو یاد کیا اور اس کو یاد رکھا اور پھر دوسروں کو پہنچا دیا۔ (اس دعائے نبوی اور فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال دین کے مسائل اور فقہ اور سوجھ بوجھ پر مشتمل ہیں لیکن) بسا اوقات فقہ کی بات کو سُننے اور یاد کرنے والا خود فقیہ نہیں ہوتا (کہ یہ جان سکے کہ اس حدیث سے دین کے کیا کیا مسائل حل ہوتے ہیں اور کیا کیا ہدایات ملتی ہیں) لیکن یہ جس کو وہ حدیث پہنچاتا ہے وہ بسا اوقات اس سے زیادہ فقیہ ہوتا ہے (اور حدیث سے حاصل ہونے والے بہت سے مسائل کو جان لیتا ہے خواہ ان کا ذکر صراحت سے ہو یا اشارہ سے یا دلالت سے یا قیاس سے اور اس طرح سے یہ شخص دین کے تفصیلی علم پھیلانے میں مددگار بنتا ہے)

(۵) عن عبداللہ بن عمر اَنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فِی مسجدہٖ کلا ھُما عَلٰی خَیْرٍ وَاحدھُمَا اَفضل مِنْ صَاحِبِہٖ اَمَّا ھولاءِ و یدعون اللہ وَیَرْغبون اللہ فان شاءَ اَعْطَاھُمْ وَاِنْ شاءَ منعھم وَ اَمَّا ھٰولاءِ فیتعلَّمُوْنَ الفقہ اَوالعلم وَ یعلمون الجاھِلَ فھم افضل وَ اِنَّمَا بعثتُ معلّمًا ثم جلَسَ فیھم (دارمی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو مجلسوں پر ہُوا۔ (ان کے بارے میں) آپ نے فرمایا یہ دونوں ہی مجلسیں بھلائی پر ہیں لیکن ان میں سے ایک کو دوسری پر زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ رہے اس مجلس کے لوگ تو یہ اللہ سے دُعا میں مشغول ہیں اور اللہ کے ہاں کی نعمتوں میں رغبت کرنے والے ہیں تو اگر اللہ چاہے گا تو اُن کو اپنی نعمتیں عطا کرے گا اور اور اگر نہیں چاہے گا تو اُن کو نہ دے گا اور رہے اس (دوسری) مجلس والے تو یہ فقہ

(باقی ص ۴۹ پر)

خوگرِ حمد سے تھوڑا سا گِلہ بھی سُن لے

بسلسلہ حج بیت اللہ ۲۰۰۱ء

پروفیسر میاں محمد افضل ساہیوال

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہِ الکریم

بندہ نے پہلا حج اپنی اہلیہ کے ہمراہ ۱۹۹۴ء میں کیا تھا۔ اِس کے بعد تقریباً ہر سال عمرہ کی سعادت حاصل کرتا رہا (فللّٰہِ الحمد)

اِمسال اپنے بیٹے میاں محمد اکمل کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس پر ذات باری تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کروں وہ ناکافی ہے لیکن اپنی حکومت خصوصًا وزارت مذہبی اُمور کے علم میں پاکستانی حجاج کی کچھ ذہنی جسمانی اور روحانی مشکلات لانا چاہتا ہوں تاکہ آئندہ حجاج کرام کی اِن مشکلات کو ختم کرنے یا کم کرنے کی کوشش کی جائے۔

۱۔ حجاج کرام کی رہائش کا مسئلہ

مَیں نے قرعہ اندازی سے بچنے اور اپنی مرضی کی رہائش کے حصول کی خاطر حج ڈرافٹس قطر سے منگوائے تھے لیکن پہلی مرتبہ اپنی مرضی کی رہائش لینے سے مشرف حکومت نے محروم کر دیا کیونکہ اِس حکومت نے کم از کم پچاس آدمیوں کے گروپ کو اپنی رہائش کے حصول کا حق دیا تھا جس سے ہمارے جیسے لوگ فائدہ نہ اُٹھا سکے (نہ نو من تیل ہوتا نہ رادھا ناچتی) حرم مکّہ سے تقریباً دو کلومیٹر دُور رہائش میسّر آئی جو کہ محلہ جرول میں تھی پہلے جبلِ کعبہ کی چڑھائی آتی پھر جرول کی بلندیوں کو ناپنا پڑتا۔ اس اترائی اور چڑھائی میں میرے جیسے مریض اور بُوڑھے آدمی کا حشر ہو جاتا۔ جب رہائش پر پہنچتے تو پینسٹھ (۶۵) سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے تک رسائی

ہوتی کیونکہ ہماری بلڈنگ میں بدقسمتی سے لفٹ کی گنجائش نہیں تھی۔ مَیں تقریباً پچیس (۲۵) سال سے شوگر کا مریض ہوں اور چودہ سال سے انسولین کے انجکشن پر انحصار کر رہا ہوں انسولین رکھنے کے لیے ریفریجیٹر کی ضرورت ہوتی ہے اور ہماری رہائشی بلڈنگ میں یہ چیز عنقا تھی۔ جب اپنے مکتب (مکتب ۲۰) والوں سے اس معاملہ میں شکایت کی تو اُنھوں نے اِس سلسلہ میں تعاون کرنے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ ہم آپ کو یہ سہولت مہیّا نہیں کر سکتے کیونکہ آپ سے رہائش کا کم کرایہ وضع کیا گیا ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ کم کرایہ کاٹنا آپ کا فعل ہے ہمارا مطالبہ نہیں تھا تو اس پر خاموشی کے علاوہ کوئی جواب نہ ملا۔ انسولین سنبھالنے کے سلسلہ میں بندہ نے کیسے وقت گزارا یہ ایک طولانی داستان ہے کئی دُکانداروں کا احسان اُٹھانا پڑا اور چند ایک اہلِ خانہ کا زیر بار بھی ہونا پڑا۔ نامناسب رہائش کی وجہ سے بہت سے ضعیف اور کمزور حجاج کرام حرم میں جانے محروم رہ جاتے اور نعمتِ طواف اور زیارت بیت اللہ سے بہت کم مشرّف ہوئے۔ اِس سلسلہ میں ہماری وزارتِ حج خدا کو جواب دہ ہوگی۔

مدینہ منورہ جانے پر بھی ہماری قسمت نے یاوری نہ کی اور ہمیں حرم سے تقریباً دو کلومیٹر دُور جانب جنوب ابراج قرباں میں رہائش ملی۔ یہاں پر بھی فرج ندارد۔ انسولین کو سنبھالنے کی ذہنی کوفت نے یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ حالانکہ مدینہ کی رہائش کا کرایہ تمام حجاج کرام سے یکساں وصول کیا گیا تھا۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ اِس علاقے میں پاکستانی ہوٹل ناپید تھے۔ فاسٹ فوڈ کے ریستوراں موجود تھے جن کا کھانا ہمارے مزاج کے مطابق نہ تھا۔ اب صُورتِ حال یہ تھی کہ ہم رہتے ابراجِ قرباں میں تھے اور کھانا کھانے اور ناشتہ کرنے کے لیے ہمیں محلہ عنابیہ میں جانا پڑتا تھا۔ انسولین رکھنے کے لیے یہاں بھی دو ایک دُکانداروں کا ممنون ہونا پڑا (اللہ اُن کو جزائے خیر دے) بہر حال وقت کٹ گیا لیکن اربابِ اقتدار سے گزارش ہے کہ وہ اگر تمام عازمین حج کے لیے حرمین کے نزدیک رہائش کا بندوبست نہیں کر سکتے تو اس سلسلہ میں حجاج کرام کو آزاد کر دیا جائے تاکہ وہ اپنی من پسند رہائش لے کر زیادہ سے زیادہ وقت حرمین شریفین میں گزار سکیں ایسا کرنے سے آپ کا کیا بگڑے گا یا کم از کم سپنسر شپ والوں کو اپنی رہائش لینے کا سابقہ حق لوٹا دیا جائے۔ اِس طرح حکومت کو رہائشی انتظامات میں آسانی ہوگی اور بیرونی ممالک سے ڈرافٹ منگوانے والوں کو مرضی کی رہائش میسّر آجائے گی۔

شاید کہ اُتر جائے تیرے دل میں میری بات

۲۔ بس ڈرائیوروں کی من مانیاں

حجاج کرام کو جدّہ سے مکّہ، مکّہ سے مدینہ اور مدینہ سے جدّہ لے جانے کے لیے جو ڈرائیور مہیّا کیے جاتے ہیں اُن کا مشن حجاج کرام کو پریشان کرنا اور اُن کا زیادہ سے زیادہ وقت ضائع کرنا ہوتا ہے۔ اوّل تو وہ حاجیوں کی بات کو سمجھ ہی نہیں سکتے اگر بات سمجھ لیں تو مانتے نہیں اپنی من مانی کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں اپنی آپ بیتی کے چند واقعات تحریر کرتا ہوں۔

۱۔ ہم بذریعہ سعودی ایئر لائن سعودی وقت کے مطابق ڈیڑھ بجے دن جدّہ ایئر پورٹ اُترے اور تین بجے تک سامان وغیرہ کی چیکنگ سے فراغت حاصل کی۔ نماز مغرب سے آدھ گھنٹہ قبل ہمیں مکّہ معظّمہ جانے والی بس میں بٹھا دیا گیا جب مغرب کی اذان ہوئی تو ڈرائیور نے بس کے دونوں دروازے بند کر دیے تاکہ کوئی حاجی بس سے اُتر کر نماز مغرب نہ پڑھ لے۔ مسافروں کے احتجاج کے باوجود کسی نے دروازہ کھولنے کی زحمت گوارا نہ کی اور ہماری نماز مغرب قضا ہوگئی۔ تقریباً سات بجے بس عازم مکّہ معظّمہ ہوئی خیال تھا کہ عشاء کی نماز حرم شریف میں پڑھ لیں گے لیکن "اے بسا آرزو کہ خاک شُدہ" کے مصداق ڈرائیور ساڑھے نو بجے مکّہ پہنچا اور رہائش کی تلاش میں تقریباً دو گھنٹے صرف کر دیے۔ بعد از خرابیٔ بسیار ساڑھے گیارہ بجے ہمیں ہماری رہائش گاہ نمبر ۳۲۶ محلّہ جردل میں اُتارا۔ جدّہ سے مکّہ تقریباً ۶۵ کلومیٹر ہے عام طور پر ایک گھنٹہ کا سفر ہے جسے ہمارے ڈرائیور نے چھ گھنٹوں میں مکمل کیا اس ڈرائیور کا یہ کارنامہ سُنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے۔

۲۔ مکّہ معظّمہ سے مدینہ منوّرہ جاتے ہوئے بعد از نماز عشاء حجاج کرام کو بس میں بٹھا لیا گیا۔ دو گھنٹوں کی جانکاہ کوفت کے بعد ۱۱ بجے بس عازم مدینہ منوّرہ ہوئی۔ خیال تھا کہ نماز فجر با جماعت مسجد نبوی میں ادا کریں گے لیکن ڈرائیور صاحب کی مہربانی سے نمازِ فجر راستہ میں قضا ہوئی ڈرائیور صاحب کی بڑی منّت سماجت کی کہ ہمیں نمازِ فجر راستہ میں کسی مناسب جگہ پڑھائے لیکن اُس نے ہماری بات کو درخورِ اعتناء نہ جانا۔ بعد میں پتہ چلا کہ اُس نے ہمارے ساتھ یہ سلوک اس لیے کیا کہ اُسے مسافروں نے بخشیش نہیں دی تھی لیکن جب تحقیق کی تو پتہ چلا کہ ہم سے پہلی بس والوں نے ڈرائیور کو بخشیش بھی دی اس کے باوجود اُن کے ساتھ بھی ہماری طرح کا سلوک ہی کیا گیا (فَیَا لَلعَجَب) چنانچہ ــــــــ مدینہ منوّرہ کی چیک پوسٹ پر تمام رات ہمیں بیدار اور بیزار کیا گیا شاید حجاج کرام کو تنگ کر کے ڈرائیور کو سکون ملتا ہو۔

۳- مدینہ منورہ سے جب عازم جدّہ ہوئے تو بعد از نماز جمعہ ہمیں بس میں بٹھا دیا گیا۔ نماز عصر کے فوت ہونے کے ڈر سے ہم نے یہ نماز حنبلی وقت کے مطابق بس روانہ ہونے سے پہلے باجماعت ادا کرلی۔ پونے پانچ بجے بس عازم جدہ ہوئی۔ نماز مغرب کا جب وقت ہوا تو ڈرائیور سے بارہا درخواست کی کہ بس روک کر ہمیں نماز پڑھنے کا موقعہ فراہم کرے لیکن اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ جب مغرب کا وقت ختم ہونے کو ہوا تو میں نے اُس سے کہا کہ میں جدّہ میں مدیر سے تیری شکایت کروں گا کہ اس نے دانستہ ہماری نماز خراب کی ہے اس دھمکی کے بعد تقریباً پونے آٹھ بجے اُس نے بس ایک جگہ روکی اور حکم دیا کہ مغرب کے ساتھ عشاء کی نماز بھی پڑھ لو کیوں کہ مسافر دونوں نمازوں کو جمع کر سکتا ہے۔ میں نے اُسے کہا کہ تم مفتی نہ بنو ہم بہتر جانتے ہیں کہ نماز جمع کرنا جائز ہے یا نہیں۔ چنانچہ مغرب کی نماز ہم نے وہاں قضا کی اور عشاء کی نماز ساڑھے نو بجے ڈرائیور کے ایک پسندیدہ ہوٹل پر ٹھہرنے کی وجہ سے باجماعت ادا کرلی۔

اب مسافروں نے باہمی مشورہ کر کے ڈرائیور صاحب کو کچھ بخشیش بھی دے دیں تاکہ ہمیں جلد جدہ پہنچا دے لیکن اس اللہ کے بندے نے بعد از خرابیٔ بسیار رات ایک بجے شاہ عبدالعزیز ایئرپورٹ جدّہ پہ پہنچایا۔ یعنی مدینہ منوّرہ سے جدّہ تک کا فاصلہ ڈرائیور نے سوا آٹھ گھنٹوں میں طے کیا۔

اس سلسلہ میں میں حکومتِ پاکستان سے ملتمس ہوں کہ وہ سعودی حکومت پر زور دے کہ وہ پاکستانی حاجیوں کے لیے خُدا کا خوف رکھنے والے پاکستانی اُردو دان ڈرائیوروں کا بندوبست کرے تاکہ حجاج کرام کو اُن کا پُورا تعاون حاصل ہو اور اُن کا قیمتی وقت اور قیمتی نمازیں بلاوجہ ضائع نہ ہوں۔

۳- سعودی حکومت پر غیر مقلدین کی گرفت

حکومت سعودیہ کا سرکاری مذہب حنبلی ہے لیکن آج کل وہ برِّصغیر پاک و ہند کے غیر مقلدین کے نرغے میں ہیں اور اِس بات کا اُن کو احساس تک نہیں۔ غیر مقلدین کے نزدیک تو تقلید شخصی شرک فی الرسالہ اس لیے اُن کے نزدیک آئمہ اربعہ کے تمام مقلدین مُشرک ہیں لیکن حنابلہ کے ساتھ چونکہ اُن کی رفع یدین اور آمین بالجہر مل جاتی ہے اِس لیے وہاں جاکر تقیہ بازی سے کام لے کر خود کو سلفی کہتے ہیں اور وہاں کے دینی حلقوں میں رسوخ حاصل کر کے برِّصغیر پاک و ہند کے احناف کے خلاف سازشیں کرتے رہتے ہیں اور سعودیوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ نعوذ باللہ تمام احناف قبر پرست اور غیر اللہ سے حاجتیں مانگنے والے ہیں۔ غیر مقلدین

کے اِس غلط پروپیگنڈہ کی وجہ سے سعودی حکومت احناف کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک کرتی ہے حرمِ مکّہ اور حرمِ مدینہ میں عُلماءِ احناف کو تعصب کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ عُلماء احناف پر حرمین شریفین میں بیٹھ کر فتوٰی دینے اور مسئلہ بتانے پر بھی پابندیاں لگائی ہُوئی ہیں یہی وجہ ہے کہ حرمین شریفین کے عُلماء احناف اُن کے ہاں غیر معتبر اور مشکوک ہیں فَاِلَی اللّٰہِ المُشتکٰی۔

آج کل مسجدِ نبوی میں احناف حجاج کرام اور زائرین کے لیے کوئی حلقۂ درس نہیں ہے۔ حالانکہ حجاج کرام میں سے پچاس فیصد سے زیادہ حاجی حنفی فقہ کو ماننے والے ہوتے ہیں۔ پہلے جو ایک دو حلقے احناف کے تھے غیر مقلدین کی سازشوں کی وجہ سے سعودی حکومت نے اُن کو ختم کر دیا ہے۔ اَب سادہ لوح احناف کو صحیح مسئلہ بتانے والا مسجدِ نبوی میں کوئی عالم نہیں ہے ہاں اُنھیں گمراہ کرنے کے لیے مسجدِ نبوی کے باہر نوجوان غیر مقلد اُردو میں درس دینے کا سلسلہ جاری کیے ہُوئے ہیں۔ جہاں وہ مسئلہ توحید کی آڑ میں، توسل، تبرک، تقلید شخصی، ایصالِ ثواب، سماع موتٰی اور حیاۃ النبی کے خلاف بد زبانی کرتے رہتے ہیں اور اُنہیں کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اُن کو جواب دینے کی کوشش کرے تو اُنھیں بدامنی پھیلانے کے جرم میں پولیس کے حوالے کر دیتے ہیں۔

حرمِ بیت اللہ شریف میں صرف مولانا محمد مکی صاحب کا حلقہ درس احناف کا حلقہ ہے جہاں سامعین بے شمار ہوتے ہیں۔ اَب سُنا ہے کہ غیر مقلدین اُن کو بھی حرم بدر کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں دُعا ہے کہ ذاتِ باری تعالٰی مولانا مکی کو غیر مقلدین کے شر سے بچائے۔

غیر مقلدین کا طریق واردات

۱۔ اُردو جاننے والے احناف کو گمراہ کرنے کے لیے غیر مقلدین حجاج کرام میں اُردو کے کتابچے تقسیم کرتے ہیں جن میں احناف کی مسلّمات کے خلاف باتیں تحریر ہوتی ہیں۔ مثلاً ہمارے ہاں دس ذوالحجہ کو رمی قربانی اور حلق میں ترتیب واجب ہے بصورتِ دیگر دم واجب ہوگا۔ غیر مقلدین کے کتابچوں میں اِس ترتیب کو غیر ضروری قرار دیا ہوتا ہے اور صاف لکھا ہوتا ہے کہ اگر ترتیب ٹوٹ جائے تو کوئی جزا وغیرہ واجب نہیں ہے۔ عوام اپنی سہولت کی خاطر اُن کتابچوں کے مسائل پر عمل کر کے اپنا حج خراب کر لیتے ہیں۔

۲۔ مکّہ سے مدینہ اور مدینہ سے جدّہ جاتے وقت غیر مقلدین ڈرائیور کو اپنے کسی مولوی کی اُردو تقریر کی کیسٹ دے

دیتے ہیں۔ ڈرائیور وہ کیسٹ لگا دیتا ہے۔ ان کیسٹوں میں توحید باری تعالیٰ یا سیرۃ نبی اکرم کے پردے میں لوگوں کو بدعقیدہ بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ توسّل تقلید اور حیاۃ النبی وغیرہ کے خلاف زہر اُگلا جاتا ہے اور غیر مقلدیت کا پرچار کیا جاتا ہے

۳۔ جب حجاج کرام کی واپسی ہوتی ہے تو جدّہ میں تفسیر کے نام پر اُنھیں غیر مقلدین کے ترجمہ اور تفسیر والے قرآن پاک تھما دیے جاتے ہیں۔ اس مرتبہ بھی جدّہ میں مولوی محمد جوناگڑھی غیر مقلد کے ترجمہ اور صلاح الدّین یُوسف غیر مقلد کے تفسیری حواشی والا قرآن ہر حاجی کو مفت دیا گیا ہے اس تفسیر کے پہلے صفحہ پر ہی لکھا ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا ضروری ہے ورنہ نماز نہ ہوگی، حالانکہ آئمہ اربعہ میں کوئی امام بھی امام کے پیچھے فاتحہ کے لزوم کا قائل نہیں ہے اس طرح غیر مقلدین اپنے مذہب کا پرچار کر کے عوام کو گُمراہ کرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ میں اپنی حکومت سے التماس کرتا ہوں کہ وہ اپنے سفارتی ذرائع استعمال کر کے پاکستان کے ۹۰ فیصد احناف کے جذبات سے سعودی حکومت کو آگاہ کرے کہ وہ غیر مقلدین کے فریب سے نکلے اور اُنھیں احناف کے خلاف ہر قسم کا لٹریچر تقسیم کرنے سے باز رکھے۔ نیز سعودی عرب میں رہنے والے احناف کے حقوق کا بھی پاس کرے اور اُنھیں اپنے مسلک کے مطابق دینی احکام پر عمل پیرا ہونے کے مواقع مہیّا کرے۔ نیز حرمین شریفین میں عُلمائے احناف کے حلقہ ہائے درس دوبارہ قائم کرے تاکہ احناف عوام غیر مقلدین کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔
وَمَا تَوفِیقِی اِلَّا بِاللّٰہ

؎ اثر کرے نہ کرے سُن تو لے میری فریاد نہیں ہے داد کا طالب یہ بندہ آزاد

بقیہ: فہم حدیث

یا دین کا علم سیکھتے ہیں اور جاہلوں کو سکھاتے ہیں تو یہ لوگ زیادہ فضیلت والے ہیں اور میں بھی معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں (لہٰذا میری اُن کے ساتھ زیادہ مناسبت ہے) پھر آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان ہی میں بیٹھ گئے۔ (جاری ہے)

مرزا غلام احمد قادیانی مجدد نہیں

مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری
نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت دار العلوم دیوبند

مرزا غلام احمد کے ماننے والے

مدعی نبوّت مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کو مرزائی اور قادیانی کہا جاتا ہے اردو پی پارٹی، دیندار انجمن وغیرہ اسی کی چھوٹی چھوٹی شاخیں ہیں۔

۱۹۱۴ء کی بات ہے کہ محض کرسی اقتدار اور مرزا قادیانی کی جانشینی کی خاطر آپس میں لڑ بھڑ کر مرزائی دو گروپ میں تقسیم ہو گئے، جس گروپ کا قبضہ مرزا غلام احمد کے آبائی وطن قصبہ قادیان پر ہے اسے قادیانی مرزائی کہا جاتا ہے جبکہ دوسرے گروپ نے قادیان سے نکل کر لاہور میں اپنا ڈیرہ جمایا تو اسے لاہوری مرزائی کہا جاتا ہے۔

لاہوریوں اور قادیانیوں کا دعوٰی

مرزا غلام احمد کو مقتدا، اور اپنا مذہبی پیشوا ماننے کے ساتھ ساتھ دونوں ہی گروپ اس بات کا بھی دعوٰی کرتے ہیں کہ وہ مرزا قادیانی کی تحریر و تقریر کے وکیل اور اس کے ترجمان ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ دونوں گروپ مرزا قادیانی کی تحریر و تقریر کی نسبت محض ایک وکیل اور ترجمان کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کو مرزا قادیانی کی کسی تحریر یا تقریر میں نہ کچھ گھٹانے کا اختیار ہے اور نہ کچھ بڑھانے کا، اور نہ ہی اس بات کا اختیار ہے کہ وہ مرزا قادیانی کے منشاء و مقصد سے ہٹ کر یا اس کے خلاف کوئی بات کریں۔

دعوٰی کی حقیقت

قادیانیوں کا دعوٰی ہے کہ مرزا قادیانی کے صحیح ترجمان وہ ہیں اور لاہوری اپنے بارے میں دعوٰی کرتے ہیں کہ لاہوری جماعت مرزا قادیانی کی صحیح ترجمانی کرتی ہے، جبکہ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ دونوں اُصول سے ہٹے ہوئے ہیں دونوں اپنے اپنے منشاء اور مقصد کے مطابق مرزا قادیانی کی تحریر و تقریر میں بے جا وکالت کرتے رہتے ہیں، مرزا قادیانی کا منشاء اور مقصد تو کچھ اور ہوتا ہے لیکن یہ لوگ اس کے منشاء کے خلاف عوام کو کچھ اور ہی سبق پڑھاتے رہتے ہیں اور بعض دفعہ یہ تضاد اس حد کو پہنچ جاتا ہے کہ ان کی بے جا وکالت کے نتیجہ میں مرزا غلام احمد کی تحریر بے معنی اور لغو بن جاتی ہے اور خود مرزا قادیانی ایک پاگل اور مجنون قرار پاتا ہے مگر مرزائی وکیل اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے بس اپنی ڈفلی علیحدہ بجاتے رہتے ہیں۔

لاہوریوں کے عقائد و نظریات

مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلّق لاہوریوں کا دعوٰی ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اس نے نبوّت کا دعوٰی نہیں کیا۔ اس سلسلہ میں لاہوریوں کے عقائد و نظریات کو جاننے سے پہلے ضروری ہے کہ اسلامی اور شرعی نقطۂ نظر سے مجدّد کا معنی و مطلب سمجھ لیا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں۔

فیما اعلم عن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ عز وجل یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مأۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۳۶)	مَیں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ جانا اور پایا ہے اس میں ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا، اللہ بزرگ و برتر اس اُمّت کے لیے ہر صدی کے سرے پر ایسا شخص بھیجے گا جو اُمّت کے سامنے دین کو تازہ کرے گا۔

اس حدیث پاک میں مجدّد کے متعلّق حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پیشگوئی فرمائی ہے لفظ مجدد تجدید مصدر سے نکلا ہے عُلما نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس ارشاد کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ ہر زمانہ میں

اللہ تعالیٰ ایک ایسا شخص پیدا فرماتا رہے گا جو قرآن وحدیث کے علوم و معارف میں کامل درک، دین و سُنّت کی گہری بصیرت اور تقوٰی اور صلاح کا کامل وصف رکھنے کے سبب اپنے زمانہ کے لوگوں میں سب سے منفرد اور ممتاز ہوتا ہے، اس صدی میں جو جو بدعتیں لوگوں نے نکالی ہوں اُنھیں دلائل کی روشنی میں رَدکر کے قرآن و سُنّت کا سیدھا سچّا راستہ اس طرح واضح کر دیتا ہے کہ ہدایت اور ضلالت دونوں واضح ہو جاتے ہیں، اس طرح وہ دین کو تازہ کر دیتا ہے اصل دین میں وہ کوئی کمی یا زیادتی نہیں کرتا، شریعت کی اصطلاح میں اسے مجدد کہتے ہیں۔ اس مقام و مرتبہ کی حامل شخصیّت پُوری صدی میں کوئی واحد شخصیت بھی ہو سکتی ہے اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی صدی میں کئی ایک مجدد ہوں جو ان مذکورہ بالا خصوصیات کے حامل ہوں۔

مذکورہ بالا اُصول اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کے اس ارشاد کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو مرزا غلام احمد قادیانی کسی بھی طرح سے مجدد نہیں ہو سکتا کیونکہ اُسے قرآن وحدیث کے علوم و معارف سے دُور کا بھی واسطہ نہیں، الہام اور وحی کا نام لے کر اُس نے اپنی الگ ایک شریعت بنائی اور دعوٰی نبوّت کر کے اس نے عوام میں انتشار پیدا کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی سنّت سے بھی اس کا کوئی واسطہ نہیں، ٹانک وائن شراب پینا اور نا محرم عورتوں سے رات کی تنہائیوں میں خدمت لینا اس کا محبوب مشغلہ رہا ہے۔ مالدار ہونے کے باوجود زکوٰۃ کبھی نہیں دی نہ حج کیا نہ نمازوں کا اہتمام نہ روزوں کا نہ پردہ کا کوئی لحاظ، بلکہ جو احادیث اس کے مقصد کے خلاف ہوں اُنہیں رَدی کی ٹوکری میں پھینک دینے کا حکم کرتا ہے، تقوٰی اور دیانت سے بھی اس کا کوئی واسطہ نہیں ہزار ہا ہزار روپے عیاشی میں اڑا دینا، لوگوں کے پیسے روپے لے کر اُنھیں واپس نہ کرنا خیانت اور بد دیانتی یہ سب کچھ مرزا قادیانی ہیں خود اس کی اور اس ماننے والوں کی تحریرات سے ثابت ہیں قادیانیوں کو بھی یہ سب کچھ معلوم ہے لیکن وہ مخالفین کا الزام کہہ کر لوگوں کو دھوکہ میں ڈال دیتے ہیں۔ حالانکہ ظاہر سی بات ہے کہ جو باتیں خود مرزائی کُتب سے ظاہر ہیں اُن کے متعلق الزام الزام کی رٹ لگانے کا کیا مطلب؟

بہرکیف مرزا قادیانی کا مجدّد نہ ہونا خود قادیانی تحریرات سے ثابت ہے لہٰذا اس مسئلہ میں کسی اور طرف رجوع کرنے کی حاجت ہی نہیں ملاحظہ فرمائیے مرزا قادیانی کی تحریرات :

مجدد کی تعریف اور اُس کا کام

لاہوریوں کے ایک بڑے مورخ ڈاکٹر بشارت احمد نے لکھا ہے :

"حضرت مرزا صاحب نے جب مجدد ہونے کا دعوٰی کیا تو ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتایا کہ مَیں محدّث بھی ہوں یعنی خدا مجھ سے بکثرت ہم کلام ہوتا ہے اور ساتھ ہی مجدد کا کام بھی بتایا کہ وہ کیا ہوتا ہے، حاجی ولی اللہ صاحب کو خط لکھتے ہوئے فرماتے ہیں تجدید کے یہ معنی نہیں کہ کم یا زیادہ کیا جائے اس کا نام تو نسخ ہے بلکہ تجدید کے یہ معنی ہیں کہ جو عقائد حقہ میں فتور آگیا ہے اور طرح طرح کے زوائد ان کے ساتھ لگ گئے ہیں یا جو اعمال صالحہ کے ادا کرنے میں سستی وقوع میں آگئی ہے یا جو وصول اور سلوک الی اللہ کے طریق اور قواعد محفوظ نہیں رہے ان کو مجدداً ناکیداً بالاصل بیان کیا جائے۔ (مجدد اعظم ص۱۱۲ ج ۱)

مرزا قادیانی کی تحریر سے یہاں تین کام مجدد کے ثابت ہوتے ہیں:

(۱) مجدد دین میں کچھ کمی، زیادتی نہیں کرے گا نہ علیحدہ کوئی اپنی شریعت بنائے گا۔

(۲) عقائد اور اعمال میں جو فتور آگیا ہو اسے دُور کرے گا۔

(۳) وصول الی اللہ کے جو طریق و قواعد محفوظ نہیں رہے انہیں محفوظ کرائے گا۔

اب مرزا قادیانی ہی کی تحریروں سے ملاحظہ فرمائیے کہ اس نے نبوّت کا دعوٰی کیا اور اپنی شریعت علیحدہ بنائی اور اس میں کمی زیادتی کی لہٰذا اپنی تحریر کی روشنی میں وہ مجدد نہیں ہو سکتا۔

نئی شریعت کا دعوٰی

(۱) "ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی اُمّت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا، پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیوں کہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی مثلاً یہ الہام قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم براہینِ احمدیہ میں درج اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیئیس برس کی مُدّت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔"

(اربعین ۴ ص۳۵، خزائن جلد ۱۷)

مرزا قادیانی کی اس تحریر سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس کی شریعت علیحدہ سے ایک نئی شریعت ہے اور وہ شریعت والا نبی ہے اور اس کی شریعت میں نئے سرے سے کچھ احکامات ہیں جنہیں ادا کرنے کا اس کی وحی کے مطابق اسے حکم ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نئی شریعت کا دعوٰی کرنا یا صاحب الشریعت

نبی ہونے کا دعوٰی کرنا دین اسلام میں کمی زیادتی کرنا ہے لہٰذا مرزا مجدد تو نہیں ہاں جھوٹا مدعی نبوت ہے۔

فتور عقائد

مرزا غلام احمد کے زمانہ میں کسی اسلامی عقیدہ میں فتور پیدا ہوگیا ہو اور اس نے اسے دُور کیا ہو اس کی تو کوئی مثال قادیانی اور لاہوری دونوں مل کر پیش نہیں کر سکتے، ہاں خود مرزا قادیانی نے مسلمہ عقائد میں فتور پیدا کر دیا اس کی بے شمار مثالیں ملیں گی، نمونہ کے طور پر ایک مثال یہاں درج کی جاتی ہے۔

۱۔ مرزا غلام احمد ۱۹۰۰ء تک تو یہی دعوٰی کرتا رہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اَب کوئی نبی نہیں آئے گا اور نبوّت کا دعوٰی کرنے والا کافر ہے لیکن ۱۹۰۱ء میں موقع پا کر اس نے خود ہی دعوٰی کر دیا کہ اَب وہ اس زمانہ کا نبی ہے۔ چنانچہ مرنے سے پہلے ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء میں جو اس نے تحریر لکھی ہے وہ ملاحظہ ہو:

"مَیں خدا کے حکم کے موافق نبی ہُوں اور اگر مَیں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں مَیں اس پہ قائم ہوں اس وقت تک جو اس دُنیا سے گزر جاؤں۔ (حقیقۃ النبوۃ ص ۲۷۰)

۲۔ اعمال میں فتور

"سوال ششم (از محمد حسین صاحب قادیانی) حضرت اقدس (مرزا غلام احمد قادیانی) غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں؟

جواب: (از حکیم فضل دین قادیانی) وہ نبی معصوم ہیں، ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں بلکہ موجب رحمت و برکات ہے۔ (اخبار الحکم جلد ۱۸ نمبر ۱۳ مؤرخہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء)

عائشہ

"میری بیوی پندرہ برس کی عمر میں دار الامان میں حضرت مسیح موعود کے پاس آئیں حضور کو مرحومہ کی خدمت حضور کے پاؤں دبانے کی بہت پسند تھی۔ (عائشہ کے شوہر غلام محمد قادیانی کا مضمون مندرجہ الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء ص ۱۶)

اس نمونہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اخلاقی اعتبار سے مرزا قادیانی کے اندر کس قدر گراوٹ تھی۔

۳۔ وصول الی اللہ کا طریق

مرزا غلام احمد قادیانی نے مجدد ہوکر وصول الی اللہ کے کیا طور و طریق بیان کیے ہیں یہ دُنیا جانتی ہے عمر بھر کی کارگزاری صرف یہ ہے کہ اس نے انگریزوں کی حمایت اور چاپلوسی میں زندگی گزار دی اور بس، مرزا قادیانی نے انگریزوں کی حمایت اور ہندوستان کو غلام بنائے رکھنے کے لیے جس قدر کتابیں لکھی ہیں خود اس کی تحریروں کی روشنی میں ہم وضاحت کرتے ہیں اور وصول الی اللہ کے لیے اس نے کتنی کتابیں لکھیں مرزائی ایک بھی نہ پیش کرسکیں گے۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے: دوسرا امر قابل گزارش یہ ہے کہ مَیں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اہم کام میں مشغول ہوں تاکہ مُسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچّی محبّت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں۔

(تاکہ ہندوستان انگریزوں کے قبضہ سے آزاد نہ ہونے پائے ناقل) (تبلیغ رسالت جلد ۷ ص ۱۰)

مجدد کی جو تعریف خود مرزا غلام احمد قادیانی نے کی اس کی روشنی میں ہم نے یہ ثابت کردیا کہ خود اپنی بیان کردہ تعریف کے مطابق وہ مجدد نہیں ہوسکتا کیونکہ اس میں یہ تینوں شرائط نہیں پائے جاتے۔

"انوارِ مدینہ" میں

اشتہار

دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے

اخبار و احوال جامعہ مدنیہ (جدید)

محمد آباد رائے ونڈ روڈ لاہور

۳۰ مارچ، جناب محمد رضوان صاحب کراچی سے اور حکیم عطاء اللہ صاحب ٹانک سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم کی دعوت پر ناشتہ کے لیے تشریف لائے۔
دوپہر کو حضرت مہتمم صاحب کی طرف سے کھانے کی دعوت پر "اراکان" برما کی جہادی تنظیم کے مرکزی حضرات تشریف لائے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ مولانا عبدالحمید صاحب مدظلہم امیر مرکزی اسلامی محاذ اراکان مولانا محمد طاہر طاہر صاحب اراکانی رُکن مجلس عاملہ اسلامی محاذ اراکان

مولانا سعید الحق جہادی " " " "

مولانا نُور محمد توجیہری " " " "

مولانا محمد جمیل صاحب مسئول نمائندگی اوطاق شرکت میمو قندھار

جناب شفیع اللہ صاحب ناظم عمومی

یکم اپریل، حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم اقرأ روضۃ الاطفال چونگی امر سدھو کی سالانہ تقریب میں شریک ہوئے۔

۲/اپریل، جامع مسجد خلفاء راشدین محلہ نبی پارک قلعہ لچھمن سنگھ لاہور میں ختم قرآن کے سلسلہ میں ایک پُر وقار تقریب منعقد ہوئی اس میں حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم نے دینی تعلیم اور قرآن کے فضائل پر بصیرت افروز خطاب فرمایا۔

۷/اپریل، ہندوستان سے ۲۰ رکنی وفد حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مدظلہم، مہتمم دارالعلوم دیوبند کی قیادت میں ڈیڑھ سو سالہ خدمات دارالعلوم دیوبند کانفرنس میں شرکت کے لیے لاہور پہنچا۔ حضرت مولانا سیّد رشید میاں صاحب، حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب اور مولانا سیّد مسعود میاں صاحب کے علاوہ عُلماء کی بڑی تعداد اور جمعیت عُلماء اسلام کے ارکان نے واہگہ بارڈر پر وفد کا استقبال کیا اور وفد کے ہمراہ جامعہ مدنیہ کریم پارک پہنچے اس وفد میں کل ہند

مجلسِ تحفّظ ختمِ نبوّت کے امیر اور دار العلوم دیوبند کے نائب مہتمم حضرت مولانا محمد عثمان صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق اعظمی صاحب دامت برکاتہم اور دیگر اکابر حضرات شامل تھے۔

۸ / اپریل، ۲۰ رکنی وفد حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مدظلہم کی قیادت میں عالمی خدمات دار العلوم دیوبند کانفرنس میں شرکت کے لیے پشاور روانہ ہُوا۔ وفد اسلام آباد میں کچھ دیر قیام کرتا ہُوا پشاور پہنچا جہاں جمعیّت عُلماء اسلام پاکستان کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم اور جمعیت عُلماء اسلام کے اکابر عُلماء کے ہمراہ سینکڑوں عُلماء نے وفد کا پُرجوش استقبال کیا۔

۹ / اپریل، ہندوستان سے دوسرا وفد امیر جمعیّت عُلماء ہند حضرتِ اقدس مولانا سیّد اسعد مدنی مدظلہم العالی کی قیادت میں لاہور پہنچا۔ اس وفد میں حضرت مولانا سعید احمد پالن پوری صاحب اُستاذ الحدیث دار العلوم دیوبند اور حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری اُستاذ الحدیث مدرسہ قاسمیہ شاہی مراد آباد بھی شامل تھے واہگہ بارڈر پر جناب حضرت مولانا سیّد رشید میاں صاحب حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب چشتی مدظلہم حضرت مولانا محبّ النبی صاحب حضرت مولانا مفتی مظہر شاہ صاحب سمیت عُلماء کی بڑی تعداد نے وفد کا پُرجوش خیر مقدم کیا اور وفد کے ہمراہ جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور پہنچے۔

ظہر کی نماز کے بعد حضرتِ اقدس مولانا سیّد اسعد مدنی صاحب مدظلہم اور دیگر عُلماء نے دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔

رات کو حضرت مولانا سیّد رشید میاں صاحب حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب، مولانا سیّد مسعود میاں صاحب، جناب مولانا سیّد اسعد صاحب مدنی مدظلہم العالی اور عُلماء کے تقریباً ۱۲ رکنی وفد کے ہمراہ اچانک فلائٹ کینسل ہو جانے کے باعث بذریعہ کار اسلام آباد روانہ ہُوئے راستے میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہم العالی کی رہائش گاہ پر چکوال تشریف لے گئے اور رات کا کھانا تناول فرمایا۔ ۳ کاروں کا یہ قافلہ تقریباً ۳ بجے شب اسلام آباد پہنچا۔

۱۰ / اپریل، صبح نمازِ فجر، اُس کے بعد آرام اور پھر ناشتہ کے بعد یہ قافلہ اسلام آباد سے

پشاور روانہ ہوا جہاں اٹک کے مقام پر جناب خالد جان بنوری صاحب اور دیگر حضرات نے پُرتپاک استقبال کیا اور قافلے کی راہنمائی کرتے ہوئے دارالعلوم سرحد پشاور پہنچے۔

دارالعلوم سرحد میں کچھ دیر آرام کے بعد حضرت مولانا سیّد اسعد صاحب مدنی مدظلہم العالی، حضرت مولانا مرغوب الرّحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند جو کہ سفر کی تھکان کے باعث علیل ہوگئے تھے، کی عیادت کے لیے اُن کی جائے قیام آستانۂ فقیریہ "چمکنی" جہاں دیگر ہندوستان سے تشریف لائے ہوئے علماء بھی قیام فرما تھے، تشریف لے گئے۔ عیادت کے بعد حضرت مدنی مدظلہم العالی اجتماع گاہ تشریف لے گئے جہاں لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر دیکھ کر آپ نے نہایت خوشی اور مسرّت کا اظہار کیا۔ اس موقع پر امیرِ جمعیۃ مولانا فضل الرّحمٰن صاحب، مولانا سیّد رشید میاں صاحب، مولانا سیّد محمود میاں صاحب اور مولانا سیّد مسعود میاں صاحب بھی ہمراہ تھے۔

مقررین کے خطابات سُننے کے بعد آپ دوبارہ دارالعلوم سرحد تشریف لے آئے۔ نماز اور کھانے کے بعد آپ نے کچھ دیر آرام کیا اور مغرب کے بعد دوبارہ حضرت چمکنی آستانۂ فقیریہ تشریف لے گئے، نمازِ عشاء چمکنی میں ادا کرنے کے بعد آپ اجتماع گاہ تشریف لے گئے جہاں انڈیا سے تشریف لائے ہوئے مقررین کا خطاب سُنا اور واپس دارالعلوم سرحد تشریف لے آئے۔ حضرت مولانا سیّد اسعد صاحب مدنی مدظلہم العالی اور آپ کے رفقاء نے دارالعلوم سرحد ہی میں قیام فرمایا۔

۱۱ اپریل، صبح ناشتہ کے بعد حضرت مولانا سیّد اسعد مدنی صاحب مدظلہم العالی اجتماع گاہ روانہ ہوئے۔ حضرت مولانا سیّد رشید میاں صاحب، حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب، مولانا سیّد مسعود میاں صاحب اور دیگر علماء کرام بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ حضرت کے پہنچنے کے کچھ ہی دیر بعد حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالی بھی تشریف لے آئے ملک کے نامور علماء اور مشائخ نے اپنے اکابرین کا والہانہ استقبال کیا۔ اس موقع پر صدارت حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب نے فرمائی جبکہ مہمانِ خصوصی حضرت مولانا سیّد اسعد مدنی صاحب دامت برکاتہم العالیہ تھے۔

مُسلمانوں کے تقریباً ۱۱ لاکھ کے مجمع سے حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے خطاب فرمایا جبکہ امیر المومنین مُلّا محمد عمر مجاہد صاحب دامت برکاتہم العالیہ (افغانستان) کی ریکارڈ شدہ تقریر حاضرین کو سُنائی گئی۔ اس موقع پر افغان راہنما جناب محمد نبی محمدی صاحب نے

بھی خطاب فرمایا اس کے بعد دارالعلوم دیوبند کی جانب سے اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے جناب امیر الہند جانشینِ شیخ الاسلام حضرتِ اقدس مولانا سیّد اسعد صاحب مدنی دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے امیر جمعیت علماء اسلام حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی دستار بندی فرمائی۔

تقریباً ظہر کے وقت دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم حضرت مولانا محمد عثمان صاحب دامت برکاتہم نے رقت انگیز اختتامی دُعا فرمائی۔

حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مدظلہم العالی اور حضرت مولانا سیّد اسعد مدنی صاحب مدظلہم العالی دارالعلوم سرحد تشریف لے گئے۔ جہاں نمازِ ظہر اور کھانے کے بعد حضرت نے کچھ دیر آرام فرمایا۔ آرام کے بعد حضرت مولانا سیّد اسعد مدنی مدظلہم العالی، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم العالی کے مدرسہ جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک تشریف لے گئے جہاں حضرت دامت برکاتہم کا تقریباً ۱۵ منٹ کا اصلاحی بیان ہُوا اور چائے نوش فرمائی۔ واپسی پر چمکنی میں آستانہ فقیریہ میں جناب حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب کے ساتھ کھانا تناول فرمایا اور دارالعلوم سرحد تشریف لے گئے۔

۱۲ر اپریل، نماز فجر کے بعد ناشتہ سے فارغ ہوکر حضرت امیر الہند دامت برکاتہم کراچی تشریف لے جانے کے لیے ایئرپورٹ روانہ ہُوئے آپ کے ہمراہ جناب حضرت مولانا سیّد رشید میاں صاحب اور مولانا مفتی مظہر صاحب تھے جو لاہور ہی سے ہمراہ تھے جبکہ حضرت مہتمم صاحب جامعہ مدنیہ جدید میں دارالعلوم دیوبند کے علماء اور مشائخ کی آمد اور دیگر انتظامات کے باعث واپس لاہور کے لیے روانہ ہُوئے اور تقریباً ظہر کے قریب لاہور پہنچے۔ مغرب کے بعد ہندوستان کے معززین و علماء لاہور پہنچے۔

۱۳ر اپریل، دارالعلوم دیوبند کا وفد حضرت مولانا محمد عثمان صاحب کل ہند مجلسِ تحفظِ ختم نبوّت کے امیرو نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی قیادت میں بانی جامعہ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیتے ہُوئے جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد پہنچا اور اُس کے ساتھ ملحق خانقاہ حامدیہ قدوسیہ چشتیہ تشریف لے گئے جہاں وفد نے جامعہ کے ترقیاتی منصوبوں کو سراہا جبکہ زیرِ تعمیر "مسجد حامد" کا ماڈل انتہائی دلچسپی سے دیکھا اور دُعا فرمائی۔ بعد ازاں حضرت

مولانا سید محمود میاں صاحب، مولانا سید مسعود میاں صاحب اور کراچی کے مولانا مفتی محمد جمیل خان صاحب دامت برکاتہم نے وفد کو ہندوستان واپسی کے لیے واہگہ بارڈر پر رُخصت کیا۔

○ ۱۴/اپریل، حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب دامت برکاتہم العالیہ رات کو ملتان سے واپس لاہور تشریف لے آئے اور مولانا یاسین مرحوم کے صاحبزادگان جناب سرور صاحب اور منور صاحب کی دعوت پر اُن کی رہائش گاہ گلشن راوی تشریف لے گئے اور رات کا کھانا تناول فرمایا۔ حضرت نے رات جامعہ مدنیہ میں قیام فرمایا۔

○ ۱۵/اپریل، حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب دامت برکاتہم العالی امیر جمعیۃ علماء ہند، صفہ اکادمی مومنی روڈ میں دُعا کے بعد اور حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند اور بیشتر علماء کرام شاہ جمال میں خانقاہ مدنیہ کا سنگِ بنیاد رکھتے ہوئے حضرت مہتمم صاحب کی دعوت پر جامعہ مدنیہ جدید پہنچے اور ظہر کی نماز مسجد حامد میں حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند کے صاحبزادہ جناب مولانا انوار الرحمن صاحب مدظلہ کی اقتداء میں ادا کی۔ نماز کے بعد حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ جدید کی خصوصی دعوت پر بڑی تعداد میں تشریف لانے والے معززین سے خطاب فرمایا خطاب کے بعد تقریباً ۳۰۰ سے زائد مہمانانِ گرامی نے حضرت کے ہمراہ خانقاہ حامدیہ قدوسیہ چشتنیہ میں دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔ اس موقع پر بانی جامعہ حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم رفیق ڈاکٹر افتخار الدین صاحب (ممبر شوریٰ) ڈاکٹر یقین صاحب، ڈاکٹر نعیم الدین صاحب (ممبر شوریٰ) مولانا عبد الغنی صاحب فاضل جامعہ، حافظ خالد صاحب، جناب عثمان صاحب جناب مسعود صاحب عرف سودی میاں صاحب، جناب نوید تجمل صاحب اور جناب شاہد اشرف صاحب بھی موجود تھے۔ شام کو حضرت مہتمم صاحب جناب مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہم العالی کے ہمراہ جامعہ مدنیہ پہنچے جہاں حضرت نے جلسہ میں شرکت فرمائی جس میں حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کے بیان کے بعد حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا تقریباً ۱/۲ ۱ گھنٹہ کا رُوح پرور بیان ہوا۔ اس موقع پر حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب دامت برکاتہم نے جلسہ کی صدارت فرمائی رات کے کھانے کے بعد حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی نے جامعہ میں

ہی قیام فرمایا جبکہ مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم اپنے عزیز قاضی آباد محمد صاحب کی قیام گاہ گلبرگ تشریف لے گئے۔

۱۷؍اپریل، دن ۱۱ بجے حضرت مولانا سیّد اسعد مدنی صاحب دامت برکاتہم العالیہ ہندوستان کے لیے روانہ ہوئے۔ حضرت سیّد نفیس الحسینی صاحب، حضرت مولانا سیّد رشید میاں صاحب، مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم، مولانا سیّد محمود میاں صاحب، مولانا سیّد مسعود میاں صاحب، جناب مولانا رشید لدھیانوی صاحب، مولانا محمد خان شیرانی صاحب (بلوچستان) اور جناب مولانا عبداللہ صاحب (بھکر) سمیت علماء کی بڑی تعداد نے حضرت امیر الہند کو واہگہ بارڈر پر الوداع کہا۔

۱۹؍اپریل، دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب "صفہ اکادمی" میں دعا کے بعد حضرت اقدس جناب مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لیے تشریف لے گئے اس موقع پر حضرت سیّد نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم سمیت علماء کی بڑی تعداد حضرت کے ہمراہ تھی۔ فاتحہ خوانی کے بعد حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب ہندوستان واپسی کے لیے واہگہ بارڈر تشریف لے گئے۔ جہاں حضرت مولانا سیّد رشید میاں صاحب، حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب اور مولانا سیّد مسعود میاں صاحب سمیت علماء کی بڑی تعداد نے نیک تمناؤں کے ساتھ حضرت کو الوداع کہا۔

وفیات

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے چھوٹے بھائی ملک محمد افضل صاحب گزشتہ ماہ ۱۱ر اپریل کو اچانک وفات پا گئے انّا للّٰہ و اِنّا الیہ راجعون۔

مرحوم کندیاں ہی میں رہتے تھے اور اپنی زرعی زمینوں کی نگرانی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر آخرت کے بلند درجات نصیب فرمائے حضرت اقدس مدظلہم اور مرحوم کے اہلِ خانہ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

❁

بہت ہی تاخیر سے ملنے والی اطلاع کے مطابق حضرت اقدس بانی جامعہ کے ہم سبق اور گہرے دوست فاضل دیوبند جناب مولانا اسلام الدین صاحب ۸ار رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ کو تورڈھیر ضلع صوابی میں انتقال فرما گئے انّا للّٰہ و اِنّا الیہ راجعون۔ حضرت اقدس بانی جامعہ نے فرمایا تھا کہ "مولانا اسلام الدین صاحب مجھ سے ایک دن پہلے بیعت ہوگئے تھے اگرچہ ارادہ تھا کہ ساتھ ہی بیعت ہوں گے بہت قابل اور نہایت ذہین عالم ہیں آج کل تورڈھیر صوابی میں اپنے وطن میں قیام ہے اور ایک درس گاہ چلا رہے ہیں یہ دارالعلوم دیوبند میں جمعیۃ طلبہ کے سیکرٹری تھے۔"

حضرت اقدس بانی جامعہ کے تعلیم کے آخری دو سال میں یہ اُن کے گہرے دوست تھے۔ حضرت کی وفات کے بعد اُن کی یاد میں بچوں کی طرح روتے تھے اور انتہائی جذباتی ہوجاتے تھے۔ جامعہ مدنیہ میں آنا بھی چھوڑ دیا تھا۔ فرماتے تھے وہ یاد آتے ہیں اور اس کی تکلیف مجھ سے برداشت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی مغفرت فرما کر آخرت کے بلند درجات عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔

❁

جناب محترم اعجاز باجوہ صاحب کے برادرِ نسبتی اپریل کے وسط میں اچانک حرکت قلب بند ہوجانے سے انتقال کر گئے اِنّا للّٰہ و اِنّا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

جامعہ جدید کی مجلسِ شوریٰ کے رُکن جناب قاری شریف احمد صاحب مدظلہم کے بڑے بھائی جناب حکیم فضل احمد صاحبؒ گزشتہ ماہ ۱۳/اپریل کو کراچی میں انتقال فرما گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن مرحوم بہت نیک انسان تھے آپ قاری محمد اسماعیل صاحب کے داماد تھے جو عذاب القرآن اور دیگر کتب تجوید کے مصنف تھے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرماکر جنّت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے حضرت قاری صاحب اور دیگر پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق ہو۔

✻

محترم جناب حافظ کمال الدین صاحب کے جواں سال داماد گزشتہ ماہ کراچی میں دل کے دَورے سے اچانک وفات پا گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن حافظ صاحب اور اُن کے خاندان کو اس ناگہانی حادثہ پر اللہ تعالیٰ صبر عطا فرمائے، مرحوم کے اہلِ خانہ کی کفالت فرمائے اور مرحوم کی مغفرت فرماکر جنّت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

قارئین کرام سے جُملہ مرحومین کے لیے دُعاء مغفرت کی اپیل ہے۔ جامعہ جدید میں سب کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعاء مغفرت کی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

عُمدہ اور فینسی جلد سازی کا عظیم مرکز
NBB
نفیس بُک بائنڈرز

ہمارے یہاں ڈائی دار اور لیمینیشن والی جلد بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے

نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی بکس والی جلد بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے

مُناسب نرخ پر معیاری جلد سازی کے لئے رجوع فرمائیں

۱۶۔ ٹیپ روڈ نزد گھوڑا ہسپتال لاہور ۔ فون 7322408

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی امور

(1) مسجد حامد کی تکمیل

(2) طلباء کے لئے دار الاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(3) کتب خانہ اور کتابیں

(4) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے

(ادارہ)

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے وہ ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے (ادارہ)

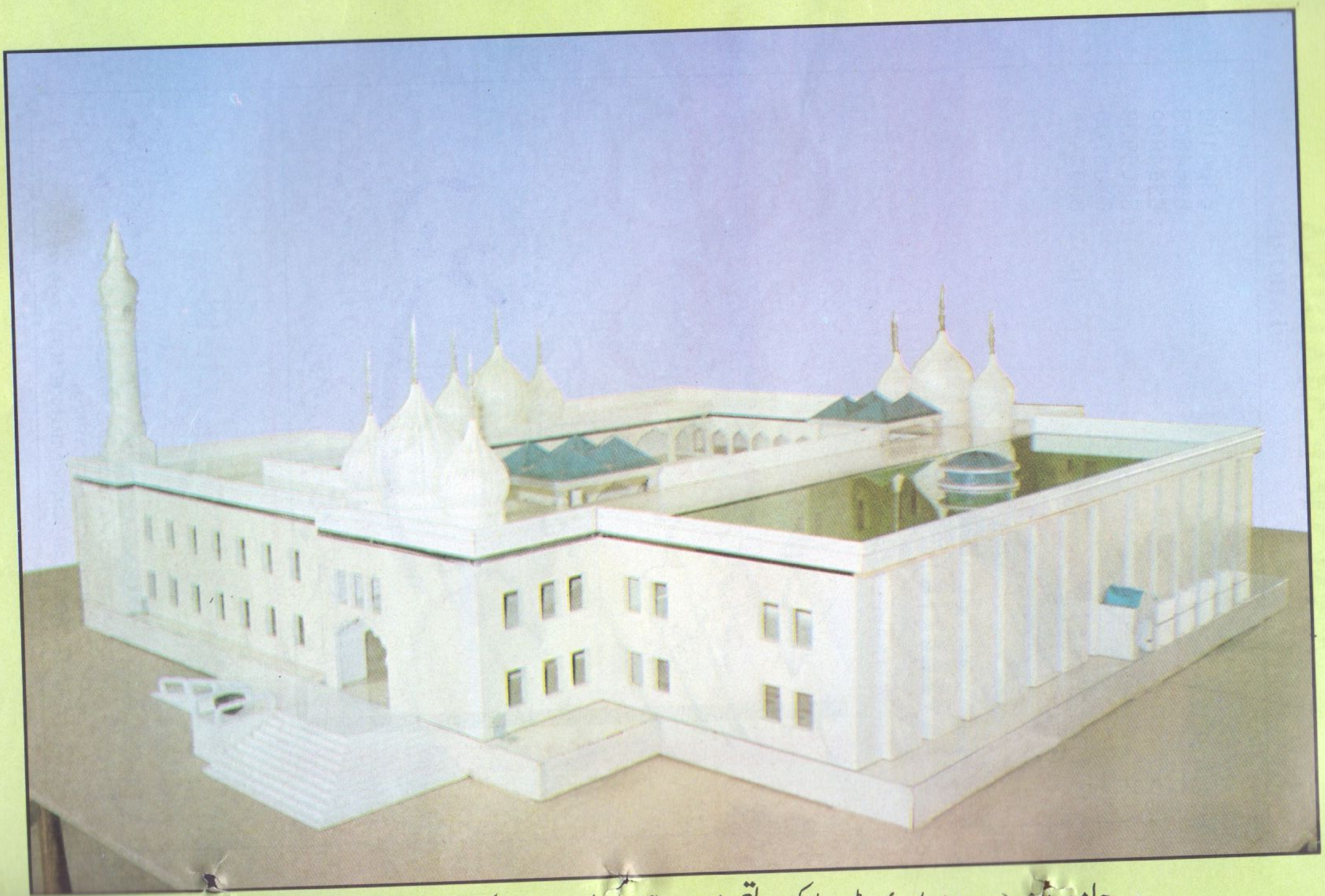

جامعہ مدنیہ (جدید) رائے ونڈ روڈ کی زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کا ماڈل، محراب کی جانب سے خوبصورت منظر